حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی آڑ میں

مشرکانہ عقائد

www.KitaboSunnat.com

تألیف

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ

نظر ثانی

الشیخ اسد اللہ عثمان حفظہ اللہ

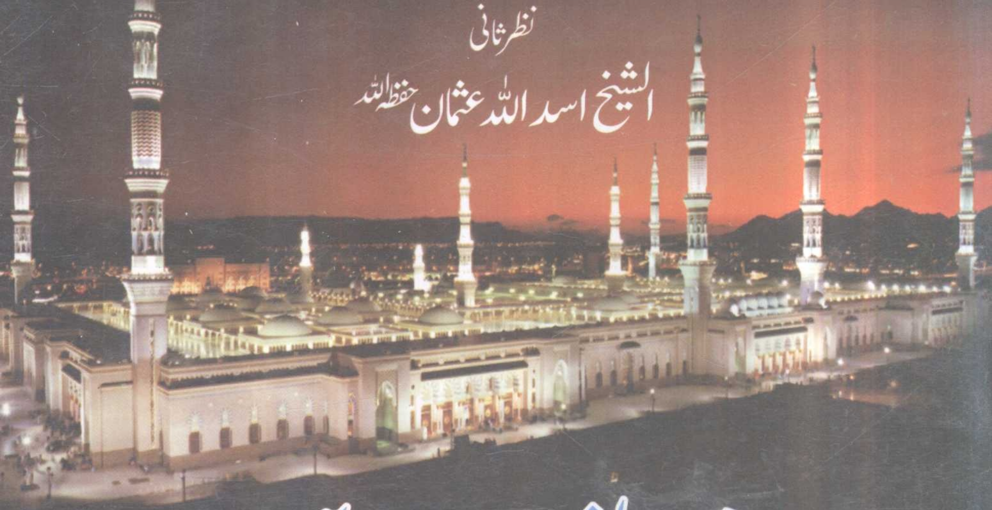

محمد پبلشرز، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی آڑ میں

مشرکانہ عقائد

تالیف

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

نظر ثانی

اسد اللہ عثمان حفظہ اللہ

(مية بالمدينة المنورة

جنید عبداللہ ٹورز اینڈ ٹریولز (پرائیوٹ) لمیٹڈ
پلاٹ نمبر 1 بلاک A بی آئی اے ہاؤسنگ سوسائٹی،
شادیوال چوک جوہر ٹاؤن لاہور
042-37064315, 0321-4154006

www.KitaboSunnat.com

محمد پبلشرز، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : حب رسول ﷺ کی آڑ میں مشرکانہ عقائد

ترتیب : ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

نظر ثانی : اسد اللہ عثمان، فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

اشاعت : دوئم

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت : 80:00

ناشر : محمد پبلشرز، G-11/2، St. 64، اسلام آباد

0300-5341900

0300-5133255

051-7102776

ملنے کا پتہ : ۱۔ مسجد توحید، خدا بخش روڈ، عقب سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ لاہور

۲۔ مکتبہ محمد بن عبدالوہابؒ، St. 64، G-11/2، اسلام آباد

۳۔ عبدالعزیز ٹرسٹ، St. 64، G-11/2، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ.

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ﴾.

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں، کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں دواں ہیں، بارش میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا ہے اور اس سے زمین کو مرنے (خشک ہونے) کے بعد زندہ (سرسبز) کرنے میں، زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں، ہواؤں کی گردش میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں'' (البقرة: ۱۶۴)

آیۃ کریمہ اس بات پر شاہد ہے کہ کائنات کا سارا نظام اللہ اکیلے کے اختیار میں ہے۔ جو شخص عقل سے کام لے کر کائنات کے نظام پر غور کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور جو رب کائنات پر سوچ سمجھ کر ایمان لایا یقیناً اس نے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کی، فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة: ۲/۱۶۵)

''اور ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔''

کیونکہ محبت اسی سے ہوتی ہے جو مشکل میں کام آئے، خطرات، نقصانات اور حادثات میں تحفظ مہیا کرے، ضروریات کو پورا کرے اور اس کا خیال ومحبت دل کو تسکین اور روح کو اطمینان بخشے اور جس میں یہ ساری خوبیاں مستقل بالذات ہوں جن کے زوال کا خیال تک بھی محال ہو یقیناً ان سب کے کامل ترین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول کا سوائے اللہ کے کسی سے تصور کرنا بھی کفر ہے، اس لیے مومن اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے سے محبت نہیں کر سکتا۔

حب رسول ﷺ:

ایک مومن ہر اس چیز سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو اور ہر وہ چیز مومن کو محبوب ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث بنے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ امام الانبیاء اور خلیل اللہ ہیں' اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبت نبی رحمت ﷺ سے ہونی چاہیے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ٕاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾.

''کہہ دو اگر تمہارے باپ' بیٹے' بھائی' بیویاں' خاندان کے آدمی' مال جو تم کماتے ہو' تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔'' (التوبة: ۲۴)

اسی لئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (صحیح بخاری:۱۴)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل' مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری:۱۵، مسلم:۴۴)

اہل ایمان کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ جو شخص دنیا میں ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے محبت کرے گا قیامت کے دن وہ آپ ہی کے ساتھ ہو گا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' اس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، آپ نے فرمایا: ''بے شک تم اس کے ساتھ ہو جس کے ساتھ تم نے محبت کی''۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسلام لانے کے بعد کسی بات سے اتنی زیادہ مسرت نہ ہوئی جتنی آپ کے اس فرمان سے ہوئی۔ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ 'ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں آخرت میں انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کئے۔ (بخاری:۳۶۸۸، مسلم:۲۶۳۹)

حب رسول ﷺ کا تقاضا:

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کا تقاضا ہے کہ آپ کے احکام کی تعمیل اور آپ کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کیا جائے' آپ کی یہ شان ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ☆ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى﴾

''اور یہ خواہش نفس کی بنا پر منہ سے کوئی بات نہیں نکالتے یہ تو اللہ کا حکم ہے جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔'' (النجم : ۵۳/۳'۴)

اسی لئے آپ کی محبت اور اتباع شرط ایمان ہے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

''کہہ دو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔'' (آل عمران: ۳/۳۱)

غمی وخوشی میں' تنگی وآسانی میں' جان ومال میں' اولاد وگھر بار میں' غرضیکہ دنیا ومافیہا میں نبی رحمت ﷺ کی پیروی کو مقدم رکھنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک ہر شے سے زیادہ محبت اللہ کے رسول ﷺ سے نہ ہو۔

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کی محبت انسان کے دل میں ڈالی ہے۔ اگر مخلوق کے دل میں اللہ تعالیٰ محبت نہ ڈالتا تو کوئی بچہ پروان نہ چڑھتا۔ ماں میں جذبہ ایثار وقربانی اور اپنے بچے سے قریب سے قریب تر ہونے کی تڑپ اور اس کو خوش دیکھ کر آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور یہ سب محبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی کے کمالات تو ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کا حق تو یہ ہے کہ ہم ان پر اپنی محبوب ترین چیزوں کو قربان کر کے تسکین قلب اور دل کا سرور محسوس کریں اور دوسری تمام چیزوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے تابع رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی مومنین پر مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾. (التوبہ: ۹/۱۲۸)

''لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول (ﷺ) آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے اور مومنوں پر کمال مہربان اور رحیم ہیں۔''

حب رسول (ﷺ) کے اظہار میں راہ اعتدال:

بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے اظہار میں اور آپ کے اوصاف بیان کرنے میں بے اعتدالی کا شکار ہو جاتے ہیں اور آپ ﷺ کے لئے ایسی صفات تک کا ذکر کر جاتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ اور قرآن کریم میں اس چیز کو ''غلو'' کہا گیا ہے۔

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَاتَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾

''کہہ دیجئے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔'' (المائدہ: ۵/۷۷)

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو کفر وشرک کی تاریکیوں سے نکال کر توحید کی طرف بلایا جائے۔ غیر اللہ کی بندگی سے لوگوں کو ہٹا کر اللہ کی بندگی پر لگایا جائے۔ مگر یہ لوگ کفر وشرک کو توحید جانتے ہیں۔ اور اہل توحید کو گستاخ رسول (ﷺ) کہتے ہیں۔ یہ سراسر ظلم ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے مقصد بعثت کو پہچان کر اس کے مطابق عمل کرنے والوں کو گستاخ رسول (ﷺ) کہا جائے اور محبت کے دعوے کو ڈھال بنا کر شرک کو عین اسلام ثابت کیا جائے؛ حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصرانیوں نے ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں تم کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ'' (بخاری: ۳۴۴۵)

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا ''میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ دو ننھی بچیاں جنگ بدر میں شہید ہونے والے میرے رشتہ داروں کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشعار پڑھ رہی تھیں۔ بچیوں نے کہا:

"وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِي غَدٍ".

"اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کو ہونے والی بات جانتا ہے"۔

آپ نے فرمایا: "اَمَّا هٰذا فَلا تَقُولُوهُ مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰه"

"ایسے مت کہو جو کچھ کل ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

(بخاری: ۴۰۰۱، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب الغناء والدف ح ۱۸۹۷)

لہٰذا آپ کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ توحید سے محبت کی جائے اور اس طرح کی جائے جس طرح مثالی انسان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے کی جسے اللہ نے رسالت کے لئے چنا۔ آج بہت سے عشقِ رسول ﷺ کے دعویداروں نے ایسی تحریریں سپردِ قلم کر رکھی ہیں جن میں بظاہر عشق رسول ﷺ کے جذبات ابھار کر محمد کریم ﷺ کی سب سے محبوب شے توحید کی شدید مخالفت اور رسول اللہ ﷺ کی انتہائی ناپسندیدہ شے شرک کی وکالت کرتے ہوئے اسی کو اصل دین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

پکار صرف اللہ کے لیے:

توحید تو یہ ہے کہ دکھ درد میں دعائیں سننے اور قبول کرنے والا اللہ وحدہٗ لاشریک کو سمجھا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۸۶)

"اور (اے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو) کہ میں تو (تمہارے) قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔"

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ۷۲/۲۰-۲۱)

"کہہ دو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔''

یہ بھی فرمایا: ﴿وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (الأعراف :۷/۲۹)

''اور (اے لوگو) دین کو خالص اللہ کے لیے مانتے ہوئے اللہ ہی کو پکارو۔''

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً﴾ (الأعراف:۷/۵۵)

''(لوگو) اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔''

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن :۷۲/۱۸)

''اور بے شک تمام مسجدیں اللہ (کی عبادت) کے لیے ہیں لہذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

ان آیات سے واضح ہے کہ پکار صرف اللہ کے لیے ہے۔ کیونکہ:

(۱) مخلوق کی ہر تکلیف کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ وہ تو دلوں کے راز تک جانتا ہے۔

(۲) مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان (رحمن اور رحیم) اللہ کی ذات ہے۔

(۳) مخلوق کی تکلیف دور کرنے پر اللہ ہی کی ذات قادر اور قدیر ہے۔

(۴) اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

پھر اس علیم، رحیم اور قدیر ذات کو چھوڑ کر کسی اور کو کیسے پکارا جا سکتا ہے؟

اسی لیے فرمایا: ﴿وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾

''اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔'' (الأنفال :۸/۱۰)

مشرکین کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾

''اور جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔'' (الأعراف :۷/۱۹۷)

مشرکین مکہ کا شرک اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا: ﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۶۵)

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اور خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افسوس آج کلمہ گو مسلمان سمندر میں بھی یا علی مدد اور یا غوث اعظم مدد کے نعرے لگاتے ہیں۔ گویا وہ مشرکین مکہ سے شرک میں ایک قدم آگے ہیں کیونکہ مشرکین مکہ سخت تنگی میں اور سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی دعائیں:

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ براہ راست اللہ ہی کو پکارتے رہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی دعائیں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی کبھی غیر اللہ کو نہیں پکارا۔

آدم علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''اے ہمارے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اگر تو نے نہ بخشا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (الأعراف: ۲۳/۷)

نوح علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ﴾ (المؤمنون: ۳۹/۲۳)

''اے میرے رب انہوں نے مجھے جھٹلایا پس میری مدد کر۔''

رسول اکرم ﷺ کی دعا:

﴿رَبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا﴾

''میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما'' (طٰہٰ: ۱۱۴)

اصحاب کہف کی دعا:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا﴾ (الکھف: ۱۰/۱۸)

''اے ہمارے رب ہم پر اپنے پاس سے رحمت نازل فرما اور ہمارے کام کی درستگی فرما۔''

اعراف والوں کی دعا:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الأعراف: ۴۷/۷)

''اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ کرنا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ نے جب بھی دعا کی براہ راست اللہ تعالیٰ سے کی۔ ہمیں انہیں کے راستے پر چل کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مشکل کشا اور حاجت روا ماننا چاہیے اور صرف اسی کو پکارنا چاہیے۔ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الأنعام: ٦/ ٩٠)

''یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی پس ان کی سیرت کی پیروی کرو۔''

پکارنا عبادت ہے

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ''. ''بے شک دعا ہی عبادت ہے۔''

(ابوداود:۱۴۷۹، ترمذی: کتاب الدعوات۔ ح:۳۳۷۲)

جب پکارنا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کی کی جانی چاہیے۔ تو پھر کسی غیر کو پکارنا اس کی عبادت کرنا یعنی اسے معبود بنانا ہے جو شرک ہے اور ناقابل معافی جرم ہے۔ یہاں پکارنے سے مراد اللہ سے دعا کرنا ہے جس طرح انبیاء و اولیاء نے دعائیں کیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عبادت افضل ہے فرمایا انسان کا اپنے لیے دعا کرنا افضل عبادت ہے۔ (ادب المفرد للبخاری)

افضل عبادت میں کسی کو شریک کرنا کیسے جائز ہے؟

غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِکَ﴾ (النحل: ١٦/ ٨٦)

''اور جب مشرکین اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب یہی ہمارے وہ شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔

غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۲۳/۱۱۷)

''اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے۔ اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے تحقیق کافر فلاح نہیں پاتے۔''

غیر اللہ کو پکارنے والے خود مرتے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔

﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾

''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرشتے جان لینے کو آئیں گے تو وہ کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے۔ وہ کہیں گے آج ہم سے گم ہو گئے اور اقرار کریں گے کہ بے شک وہ کافر تھے۔'' (الأعراف: ۷/۳۷)

غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا عذاب کا باعث ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ﴾۔ (الشعراء: ۲۶/۲۱۳)

''اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو ورنہ تم عذاب دیے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

یہ بھی فرمایا: ﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ﴾

''اور جہنم گمراہوں کے سامنے کردی جائے گی اور کہا جائے گا۔ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پس وہ معبود اور گمراہ دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔'' (الشعراء: ۲۶/۹۴-۹۱)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مشرکین اگرچہ اللہ کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ چونکہ شرک و مشرکین کے دشمن تھے اس لیے وہ ان کے معبود نہیں۔ ان کا معبود شیطان ہے جیسا کہ المائدہ: ۵/۱۱۶، ۱۱۷ اور النساء: ۴/۱۱۷ میں ہے۔ پس شیطان ہی ان مشرکوں کے ساتھ جہنم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

یہ بھی فرمایا: ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''اللہ کے سوا اس کو نہ پکارنا جو تجھے نہ نفع دیتا ہو نہ تیرا نقصان کر سکتا ہو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اسی وقت ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔'' (یونس: ۱۰/۱۰۶)

غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے

غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں سے فرمائے گا:

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّأَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (یٰس: ۳۶/۶۰،۶۱)

''اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھی راہ ہے۔''

آج شیطان کو کوئی سجدہ اور رکوع نہیں کرتا۔ کوئی شیطان کو نہیں پکارتا مگر چونکہ اللہ کے سوا کسی کو بھی پکارا جائے وہ شیطان ہی کی اطاعت ہے۔ اور ایسی اطاعت ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ☆ إِذْ قَالَ لِأَبِيْهِ يٰأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ☆ يٰأَبَتِ إِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْ أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ☆ يٰأَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا﴾۔

''اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر وہ سچے نبی تھے۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا۔ ابا جان آپ کیوں اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتا ہے' نہ دیکھتا ہے اور نہ کوئی فائدہ دے سکتا ہے۔ اے ابا جان میرے پاس وہ علم آ گیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ میرے پیچھے چلئے۔ میں آپ کو سیدھی راہ پر لے چلوں گا۔ اے ابا جان شیطان کی عبادت نہ کریں شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔'' (مریم: ۱۹/۴۱تا۴۴)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ بتوں کی پوجا بھی دراصل شیطان ہی کی عبادت ہے۔ ان آیات پر بھی غور کیجئے: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا۔ پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے آپ (ہر عیب سے) پاک ہیں۔ ان کی بجائے آپ ہی ہمارے سرپرست ہیں بلکہ یہ لوگ جنات کی عبادت کرتے تھے۔ ان کی اکثریت ان ہی پر ایمان لاتی تھی'' (السبا: ۳۴/۴۰،۴۱)

یاد رہے کہ ابلیس بھی جنات میں سے ہے۔

فرمایا: ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾.

''وہ (ابلیس) جنات میں سے تھا۔'' (الکھف: ۱۸/۵۰)

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے مگر فرشتے صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ یہ شیطان جنات کی عبادت کرتے تھے۔

بعض تعویذات پر یا جبرائیل، یا میکائل یا اسرافیل یا عزرائیل لکھا جاتا ہے۔ بعض چوروں کو پکڑنے کے لیے مٹی کا لوٹا لے کر اس پر یہ نام لکھتے ہیں اور پھر مشکوک لوگوں کے نام کاغذ پر لکھ کر اس میں ڈالتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ چور کے نام پر لوٹا گھومے گا۔ یہ سب شیطان کی عبادت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ (النساء: ۴/۱۱۷)

''اور یہ لوگ شیطان سرکش کو ہی پکارتے ہیں۔''

غیر اللہ کو پکارنا بے سود ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَاهُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴾

''(اللہ) کو پکارنا سودمند ہے۔ اور جو اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس کی مثال پانی کی طرف ہاتھ پھیلانے والے کی مانند ہے (جو چاہتا ہے کہ) پانی اس کے منہ میں آ جائے حالانکہ وہ نہیں آ سکتا اور کافروں کی پکار بے کار ہے۔'' (الرعد: ۱۳/۱۴)

معلوم ہوا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہے کہ آدمی کنویں کے پانی کو کہے کہ وہ اس کے منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آ جائے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ o اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ (الفاطر: ۳۵/۱۳، ۱۴)

''اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تمہاری پکار نہ سنیں گے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری درخواست قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔''

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کسی کو نفع دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ o وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾

''اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکے اور وہ اس کے پکارنے ہی سے غافل ہیں اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ اس کے دشمن ہو جائیں گے اور اس کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔'' (الأحقاف: ۴۶/۵، ۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ قیامت تک ان پکارنے والوں کو جواب نہیں دے سکتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکین نیک لوگوں کو پکارتے تھے اسی لیے وہ ان کے دشمن ہوں گے۔

محبت رسول (ﷺ) کے دعویداروں کے اقوال:

اتنی صریح آیات کے باوجود ان نام نہاد عاشقان رسول ﷺ نے لکھا۔

(۱) اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع (یعنی شرعاً جائز) وشیء مرغوب (پسندیدہ چیز) ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف۔

(فتاوی رضویہ از احمد رضا بریلوی: ۳۰۰)

(۲) انبیاء و مرسلین، اولیاء، علماء صالحین سے ان کے وصل (فوت ہونے) کے بعد بھی استعانت (تعاون طلب کرنا) واستمداد (مدد طلب کرنا) جائز ہے۔ اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف (حالات کو پھیرتے) کرتے ہیں۔ (الامن والعلی از احمد رضا: ۱۰)

(۳) احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’میں نے جب بھی مدد طلب کی یا غوث ہی کہا۔ ایک مرتبہ میں نے ایک دوسرے ولی (محبوب الٰہی) سے مدد مانگنی چاہی مگر میری زبان سے ان کا نام ہی نہ نکلا بلکہ زبان سے یا غوث ہی نکلا۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی ص ۳۰۷)

(۴) جو شخص کسی نبی یا رسول یا کسی ولی سے وابستہ ہوگا تو اس کے پکارنے پر وہ حاضر ہوگا اور مشکلات میں اس کی دستگیری کرے گا۔ (فتاویٰ افریقہ از احمد رضا بریلوی ۱۳۵)

(۵) احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

جب تمہیں پریشانی کا سامنا ہو تو اہلِ قبور سے مدد مانگو۔ (الامن والعلی ص ۴۶)

(۶) احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

’’ہر چیز، ہر نعمت، ہر مراد، ہر دولت دین میں، دنیا میں، آخرت میں، روزِ اول سے آج تک، آج سے ابد آباد تک جسے ملی یا ملتی ہے حضور اقدس سید عالم ﷺ کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔

(فتاوی الرضویہ ۵۷۷)

(۷) مفتی احمد یار خان سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات لکھتے ہیں:

’’انبیاء وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دیئے ہیں جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح میں تصرف (ان کی حالت بدلنے کا اختیار) کر سکتے ہیں۔ اور ان کو اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف (ظاہری حالت بدلنے کا اختیار) کر سکتے ہیں۔ (جاء الحق ۱۹۶، ۱۹۷)

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں یہ نظریات صریحاً شرک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے شرک کی کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ وہ دین جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا اس میں یہ نظریات نہیں ہیں اور نہ خیر القرون میں سے کسی سے یہ نظریات ثابت ہیں بلکہ ائمہ اہلِ سنت نے شرک کو نواقض اسلام (اسلام سے خارج کر دینے والا عمل) میں شمار کیا ہے۔ راستہ وہی حق ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا۔ اور صحابہ کرام نے سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ ’’جو چیز تم کو رسول (ﷺ) دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔‘‘ (الحشر: ۵۹/۷)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النسا: ۴/۸۰)

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْراً﴾.

''اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔'' (النساء: ۴/۱۱۵)

جو قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے سنتِ رسول ﷺ اور سبیل المومنین سے ہٹ جائے اس کا نظریہ یقیناً گمراہی پر مبنی ہے۔

ان باطل عقائد کی وکالت کرنے والے مصنفین نے جو کچھ اپنے حق میں بیان کیا ہے علمائے اہل سنت کی کتب میں کثرت سے اس کا رد موجود ہے جو لوگ انبیاء' ملائکہ' جنات اور اولیاء الغرض اللہ کے علاوہ مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی مافوق الاسباب طریقہ سے پکارتے ہیں ان کے بیان کو ''غلط فہمی'' کے عنوان سے اور اس کا جواب ''ازالہ'' کے عنوان سے ملاحظہ فرمایئے۔

غلط فہمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًاوَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ٥ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَّ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾

''اور جن لوگوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔ بیجان لاشیں ہیں' ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔'' (النحل: ۱۶/۲۰'۲۱)

اس آیت میں یدعون کا ترجمہ پکارنا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے. یَدْعُوْنَ کا ترجمہ پکار نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے۔ (ڈاکٹر مسعود عثمانی کی خرافات کا علمی محاسبہ ۲۷)

ازالہ

یَدْعُوْنَ کا ترجمہ پکارنا ہی ہے احمد رضا بریلوی ''المومن'' کی آیت نمبر ۶۰ کے ترجمہ میں یَدْعُوْنَ کا ترجمہ پکارنا ہی کرتے ہیں۔ خود صاحب کتاب ''علمی محاسبہ'' نے تفسیر کبیر کے حوالے سے صفحہ ۲۷ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یدعون کا ترجمہ ''حاجتیں طلب کرنا'' کیا ہے۔ یہی اس آیت کا اصل مفہوم ہے۔

دراصل کسی سے حاجتیں طلب کرنا ہی اس کی عبادت ہے۔ یہ بات قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے واضح ہے۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (المومن: ۴۰/۶۰)

''اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ازراہِ تکبر خودسری کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل کیے جائیں گے۔''

الفاظ کتنے واضح ہیں پہلے اللہ سے دعا کا ذکر ہے اور پھر عبادتِ الٰہی سے خودسری کا یعنی اللہ سے دعا اللہ کی عبادت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا:

''الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ'' ''دعا ہی عبادت ہے۔''

(ترمذی، کتاب الدعوات ح ۳۳۷۲۔ امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

آیت کے ساتھ حدیث مبارکہ نے بھی وضاحت کر دی کہ مافوق الاسباب کسی کو مشکل کشا سمجھ کر پکارنا اس کی عبادت ہے، اس آیت پر بھی غور فرمایئے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے کی خبر ہی نہ ہو اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ (بزرگ جنہیں پکارا گیا تھا) ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔'' (الأحقاف: ۴۶/۵،۶)

غور فرمایئے کہ بزرگ جس چیز کو عبادت گردانتے ہوئے اپنی عبادت کرنے والوں کے دشمن ہو رہے ہیں وہ غیر اللہ کی پکار ہی تو ہے۔

☆☆☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی

انبیاءکرام اوراولیاءعظام "**من دون اللّٰہ**" میں داخل نہیں ہیں بلکہ "**من دون اللّٰہ**" میں صرف بت داخل ہیں۔

ازالہ

مشرکین بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ بت یونہی گھڑی ہوئی صورتیں نہ تھیں اور نہ ہی کوئی وہمی چیز کی تمثیل تھے۔ بلکہ ہمیشہ قوم کے دل میں انتہائی محبت اور عظمت پا جانے والی جانی پہچانی شخصیات کی شکلیں (تماثیل) تھیں۔

نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کوتوحید کی دعوت دی تو قوم نے کہا:

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾

''اورانہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو۔''

(نوح: ۷۱/۲۳)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ قوم نوح کے نیک مردوں کے نام ہیں جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں خیال ڈالا کہ جن مقامات پر یہ اولیاءاللہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے بت بنا کر کھڑے کر دو (تاکہ ان کی یاد تازہ رہے۔ وہ ان کو پوجتے نہ تھے)۔ جب یہ یادگار بنانے والے فوت ہو گئے تو بعد والوں نے ان بزرگوں کے بتوں کی عبادت شروع کر دی۔ (بخاری' کتاب التفسیر سورہ نوح ح۴۹۲۰)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر:۴۸۵۹)

ان حوالوں سے بات واضح ہے کہ یہ بت بھی صالحین ہی کے تھے اور مشرکین بتوں کے رنگ میں صالحین کی بندگی ہی کرتے تھے عجیب بات ہے کہ لوگ جذبات میں آ کر واقعاتی چیزوں کو بھی محسوس کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بت اور تصاویر بنا کر ان کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا وہ ہر بت اور تصویر کو پوجیں گے؟ ہرگز نہیں؛ بلکہ اس کو جس میں ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا بت اور تصویر ہونے کی واضح علامت موجود ہو اور وہ ان کی توجہ ان کے معبود کی طرف مبذول کرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا ہو۔اسی لیے اللہ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

''بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں۔'' (الأعراف: ۱۹۴/۷)

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام کو ''من دون اللّٰہ'' میں شامل کیا:

﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ﴾

''اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔'' (المائدۃ: ۱۱۶/۵)

جب عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام من دون اللّٰہ میں داخل ہیں تو یہ دعویٰ غلط ہوا کہ انبیاء اور اولیاء ''من دون اللّٰہ'' نہیں اور ''من دون اللّٰہ'' میں صرف بت شامل ہیں۔

مزید دیکھیے اللہ تعالیٰ نے علماء، درویشوں اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو من دون اللّٰہ میں شامل کیا ہے:﴿اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ﴾.

''انہوں نے اپنے علما' مشائخ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اللہ کے سوا معبود بنا لیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔'' (التوبۃ: ۳۱/۹)

جب علماء، درویش اور عیسیٰ علیہ السلام من دون اللّٰہ میں داخل ہیں تو من دون اللّٰہ سے صرف بت مراد نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر وہ مخلوق جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے۔ خواہ وہ اس فعل قبیح سے مکمل طور پر بری ہوں جیسے انبیاء، ملائکہ اور صالحین جیسی مقتدر ہستیاں بھی من دون اللّٰہ میں شامل ہیں۔ ان جلیل القدر ہستیوں نے خصوصاً انبیاء علیہم السلام نے تو اپنی تمام توانائیاں ایک بات کو سمجھانے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منوانے میں کھپا دیں کہ اللہ ایک ہے اور عبادت کا حق صرف اسی کو پہنچتا ہے۔

غلط فہمی

یہ حقیقت ہے کہ من دون اللّٰہ اصولی طور پر وہ ہوتے ہیں جو سراسر باطل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا:

﴿وَاَنَّ مَايَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾

''اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔'' (الحج: ۲۲/۶۲)

کیا انبیاء اور اولیاء اللہ باطل ہو سکتے ہیں؟

ازالہ

اس آیت میں بطلان جس بات کا ہو رہا ہے وہ صفت الوہیت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نفع و نقصان پہنچانے والا نہیں ہے۔ چاہے وہ انبیاء و اولیاء ہی کیوں نہ ہوں یہی بات اللہ تعالیٰ نے یوں بھی بیان فرمائی۔

﴿مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ٥ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ٥﴾

''کسی آدمی کو لائق نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب' حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (وہ کہے گا) تم ربانی بن جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو! اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے ہو تو کیا اسے لائق ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے۔'' (آل عمران: ۳/۷۹٬۸۰)

بات واضح ہے کہ اللہ کے علاوہ نبیوں کے بندے بننا اور نبیوں کو رب بنانا باطل ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ انبیاء ملائکہ اور صالحین باطل بندے ہیں۔ ایسے قول کے تصور سے بھی ایک مسلم کانپ اٹھتا ہے۔

غلط فہمی

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو بڑی شان عطا فرمائی عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مٹی کے پرندے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھونک مار کر پرندہ بنا لیتے تھے۔ مادرزاد اندھے اور برص والے کو شفا دیتے تھے۔ اور مردوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے کرتے سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں رسول اللہ ﷺ کی دعا سے جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوروں میں اضافہ ہوا۔ ایک صاع جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر جماعت کے لئے کافی ہو گیا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ آپ کے ہاتھ کی برکت سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی ٹھیک ہوئی لہذا رسول اللہ ﷺ کو امداد کے لئے پکارا جا سکتا ہے۔

ازالہ

اہل سنت انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات کے قائل ہیں۔

لیکن یاد رکھیئے معجزات و کرامات اس بات کا ثبوت تو ضرور ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے کوئی امر بھی محال نہیں ہے مگر ان سے قانون اخذ کرنا باطل ہے؛ بلکہ یہ ہے ہی عام قانون میں محال شئے کا وجود پذیر ہونا۔

معراج رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ معراج پر آپ انبیاء علیہم السلام سے مسجد اقصیٰ میں ملے۔ پھر آسمانوں پر ملے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف بھیج کر پچاس نمازوں سے تخفیف کروا کر پانچ نمازیں مقرر کروائیں آپ نے جنت میں بلال رضی اللہ عنہ کو جوتیوں سمیت چلتے ہوئے دیکھا۔ یہ سب معجزات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہیں۔ ستم یہ ہے کہ معجزات و کرامات کو قانون بنالیا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے مکالمات کو بنیاد بنا کر یہ قانون ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ مردے زندوں کی مدد کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا مسجد اقصیٰ میں رسول اللہ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرنے کے معجزہ کو انبیاء کرام کی دنیاوی حیات پر دلیل بنایا جاتا ہے۔ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اس سے یہ قانون اخذ کیا جاتا ہے کہ نبی قبروں میں زندہ ہیں معجزات چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہیں۔ لہذا وہ قانون نہیں بن سکتے۔

معجزہ دکھانا صرف اللہ کے اختیار میں ہے رسولوں کے اختیار میں نہیں' یہ تو صرف ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (الرعد: ۱۳/ ۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور کسی رسول کے اختیار میں یہ نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔''

رسول اللہ ﷺ سے کفار نے کچھ معجزات دکھانے کا مطالبہ کیا۔

﴿وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا ۝ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

''اور کہنے لگے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے حتی کہ آپ:

(۱) ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کردیں۔

(۲) یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو جس کے اندر آپ نہریں بہادیں۔

(۳) یا جیسا کہ آپ کہتے ہیں آسمان کے ٹکڑے لا گرائیں۔

(۴) یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں۔

(۵) یا آپ کا مکان سونے کا بن جائے۔

(۶) یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک آپ ہمارے لئے کتاب نہ لائیں جسے ہم پڑھ بھی لیں۔

(اے رسول ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب پاک ہے (یہ سب کام کرسکتا ہے) میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔'' (بنی اسرائیل: ۱۷/۹۰-۹۳)

ان آیات سے واضح ہے کہ معجزات دکھانا بشر اور رسول ﷺ کے اختیار میں نہیں۔ اس کی واضح مثال موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ کَاَنَّھَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ﴾

''اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب (موسیٰ نے لاٹھی کو) دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا سانپ ہو تو پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں سے ہو۔'' (القصص: ۲۸/۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کا لاٹھی کے سانپ بننے پر ڈر محسوس کرنا واضح کرتا ہے کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں ہیں۔ پھر کرامات اولیاء اللہ کے اختیار میں کیسے ہوسکتی ہیں۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ معجزات اللہ کی قدرت کا اظہار ہیں۔ قانون نہیں بن سکتے یقیناً کسی کنواری کے بن بیاہے بچہ پیدا نہ ہوگا اور نہ ہی کسی غیر شادی شدہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کی شکل میں مریم علیہا السلام کے واقعہ سے دلیل پکڑنے کی اجازت ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش معجزہ ہے قانون نہیں۔

یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مردوں سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) کی تعلیم نہیں دی بلکہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کروایا۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ (الأنعام: ٦/٥٠)

''کہہ دو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں''

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (یونس: ١٠/٤٩)

''کہہ دو میں تو اپنے لئے نفع ونقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اللہ چاہے۔''

﴿قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾

''کہہ دو کہ میں تمہارے لئے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔'' (الجن: ٧٢/٢١)

جب افضل البشر، امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اپنے لئے اور دوسروں کے لیے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو پھر اللہ قادر مطلق کے علاوہ کسی اور کو امداد کے لئے کیسے پکارا جاسکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ بار بار پانی میں' کھانے میں اور پھلوں میں غیر معمولی برکت ہوئی مگر قانون یہ ہے کہ آپ نے فاقے سے پیٹ پر پتھر باندھے بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سارا دن صرف ایک کھجور پر گزارا کرتے رہے۔

معجزہ یہ ہے کہ شب معراج میں ایک ہی رات میں آپ نے مکہ سے بیت المقدس کا سفر کیا پھر ساتوں آسمانوں پر گئے جنت کی سیر کی اور جہنم کی ہولناکیوں کا نظارہ کیا اور دوسری طرف قانون یہ ہے کہ ہجرت کے سفر میں ۳ دن ایک غار میں چھپنا پڑا۔ جنگ تبوک کے سفر میں گرمی کا موسم، گرم زمین، سواریوں کی کمی اور سفر کی مشکلات خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے برداشت کیں۔

یہی وجہ ہے معجزات کی بنیاد پر کسی صحابی نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مشکلات میں امداد کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں پکارا۔ کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے انہیں ایسا کرنے کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اِذَاسَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَاِذَااسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ''.

''جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ''۔ (ترمذی: ۲۵۱۶، احمد: ۱/۲۹۳، ۲۶۶۹، المستدرک للحاکم)

غلط فہمی

مولانا عبدالمجید سوھدروی نے کرامات اہلحدیث نامی کتاب لکھی۔ جس میں بعض علماء اہلحدیث کی کرامات درج کی ہیں۔ صرف دو ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ سردار جلال الدین کی اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک بار اسے پتا چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا، نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔ سردار جلال الدین نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا؟ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں؟ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ملے گا۔ سردار اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا اور اہل حدیث بزرگ عبدالرحمٰن لکھوی کو سارا واقعہ بیان کیا۔ عبدالرحمٰن صاحب نے کہا میں تیرے لئے دعا تو کر دیتا ہوں مگر تو منکر قرآن ہے۔ تیری سات بیویاں ہیں جبکہ قرآن نے چار سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔ تین کو یہاں طلاق دے۔ تو...... پھر آپ نے دعا فرمائی۔ اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند ہوا۔ (ص:٦٦)

۲۔ ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی، حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے۔ جس کا ہمیں کچھ پتا نہیں کہ کہاں ہے، زندہ ہے کہ مر گیا ہے! بس یہ ایک ہی بیٹا تھا، اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور کھا رہا ہے۔ جاؤ جا کر بے شک دیکھ لو۔ حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا۔ معلوم نہیں مجھے کیا ہوا۔ اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔ (ص:٧٠)

جب اہل حدیث بزرگوں کے تصرف کا یہ حال ہے تو علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کا تصرف تو یقیناً ان سے بہت زیادہ ہے۔ پھر انہیں مشکلات میں پکارنا جائز کیوں نہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مولوی شاہ اسماعیل شہید اپنے پیر سید احمد بریلوی کی برتری ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب صراط مستقیم میں ایک کرامت یوں بیان کرتے ہیں۔

''حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں کے درمیان ایک مہینے تک اس بات پر جھگڑا چلتا رہا کہ دونوں میں کون سید احمد بریلوی کو روحانی تربیت کے لیے اپنی کفالت میں لے دونوں بزرگوں کی روحوں میں سے ہر ایک روح کا اصرار تھا کہ وہ تنہا میری نگرانی میں عرفان وسلوک کی منزل طے کرے۔

آخر کار ایک مہینے کی آویزش کے بعد اس بات پر دونوں میں مصالحت ہوئی کہ مشترک طور پر دونوں یہ خدمت انجام دیں گے۔ چنانچہ ایک دن دونوں حضرات کی روحیں ان پر جلوہ گر ہوئیں اور پوری قوت کے ساتھ تھوڑی دیر تک ان پر عرفان وتوجہ کا عکس ڈالا۔ یہاں تک کہ اتنے ہی وقفے میں انھیں دونوں سلسلوں کی نسبتیں حاصل ہوگئیں۔ (صراط مستقیم فارسی ص ۱۶۶)

اس قصے کی صحت تسلیم کر لینے کی صورت میں کئی سوالات ذہن کی سطح پر ابھرتے ہیں:

اولاً: یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی **''تقویۃ الایمان''** کے مطابق جب اللہ کی عطا سے بھی کسی میں غیب دانی کی قوت نہیں ہے تو حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ نقشبند کی ارواح طیبات کو کیونکر خبر ہو گئی کہ ہندوستان میں سید احمد بریلوی نامی ایک شخص اللہ کا مقرب بندہ ہے جس کی روحانی تربیت کا اعزاز اس قابل ہے کہ اس کی طرف سبقت کی جائے۔

ثانیاً: یہ کہ واقعہ ہذا عالم شہادت کا نہیں بلکہ سرتاسر عالم غیب کا ہے۔ اس لیے مولوی اسماعیل دہلوی جو اس واقعہ کے خود راوی ہیں انھیں کیونکر علم ہوا کہ سید احمد بریلوی کی کفالت وتربیت کے لیے ان دونوں بزرگوں کی روحیں ایک مہینے تک آپس میں جھگڑتی رہیں اور بالآخر اس بات پر مصالحت ہوئی کہ دونوں مشترک طور پر اپنی کفالت میں لیں۔

ثالثاً: یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی **''تقویۃ الایمان''** کے مطابق جب اللہ کے سوا سارے انبیاء و اولیاء بھی عاجز و بے اختیار بندے ہیں تو وفات کے بعد حضرت الوریٰ اور خواجہ نقشبند کا یہ عظیم تصرف کیونکر سمجھ میں آ سکتا ہے کہ وہ دونوں بزرگ بغداد سے سیدھے ہندوستان کے اس قصبے میں تشریف لائے جہاں سید احمد صاحب بریلوی مقیم تھے اور ان کے حجرے میں پہنچ کر چشم زدن میں انھیں باطنی وعرفانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دولت سے مالا مال کر دیا۔

نیز واقعہ کے انداز بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باتیں خواب کی نہیں بلکہ عالم بیداری کی ہیں۔اس لیے اب واقعہ کی تصدیق اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ **"تقویۃ الایمان"** کے موقف سے ہٹ کر اولیائے کرام کے حق میں غیبی ادراک اور قدرت و اختیار کے عقیدے کی صحت کو تسلیم نہ کیا جائے۔

(زلزلہ از ارشد القادری)

ازالہ

اکثر بریلوی اور دیوبندی علماء اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے بعض اہلحدیث علماء کی تحریروں سے دلیل پکڑتے ہیں اور وہ ثابت کرتے ہیں کہ چونکہ یہ اہلحدیث علماء بھی انہیں عقائد کا اظہار کرتے ہیں تو یہی صحیح نظریات ہیں اس لیے اس غلط فہمی کا تفصیلی جواب ضروری ہے۔

ا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ یعنی دین نازل کرے کیونکہ حلال و حرام کا تعین کرنا اور دین سازی اسی کا حق ہے اسی لیے حقیقی اطاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾.

"لوگو تمہارے رب کی طرف سے جو نازل ہوا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔" (الأعراف: ۷/۳)

اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبداللہ ﷺ کو رسالت کے ساتھ مخصوص فرما کے آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔اور ارشاد فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ: ۵/۳)

"(اے مسلمانو) آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کیا"۔

یہ آیت 9 ذوالحجہ 10 ہجری میں میدان عرفات میں نازل ہوئی۔اس کے نازل ہونے کے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ کامل اور اکمل دین امت کو سونپ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور امت کو وصیت فرما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے: ''میں تمہارے اندر ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت'' (بیہقی موطا امام مالك)

اور صرف محمد ﷺ ہی وہ شخصیت ہیں جو دینی امور میں اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے جو بات بھی کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتی ہے۔

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۵۳/ ۳، ۴)

اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے جو کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔''

اسی لیے فرمایا: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۴/ ۸۰)

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

یہی وجہ ہے کہ دینی امور میں فیصلہ کن حیثیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو حاصل ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

''پس اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔'' (النساء: ۴/ ۵۹)

معلوم ہوا اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اسلام کی تعلیم دی۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے ''براہ راست'' تربیت یافتہ تھے۔ لہذا اصحابہ معیاری مسلمان تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ''اقوال وافعال رسول ﷺ'' تابعین نے اخذ کیے اور محدثین نے ان کو جمع کیا۔ یہ تمام ادوار اسلام کے عروج کے ادوار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین زمانے قرار دیئے۔ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طریق اور منہج سے وہی شخص انکار کرتا ہے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر کرنا چاہتا ہے۔ صحابہ، تابعین، ائمہ دین اور ائمہ حدیث اسی راہ پر چلے۔ اور اس راہ پر چلنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس راہ پر چلنے والے شرک و بدعت اور اس کے مظاہر اور رسوم پر نکیر کرتے رہے ہیں۔ عقیدہ کی اصلاح کرتے ہیں اور شرک و بدعت کے تاریک غار سے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؛ لہذا قرآن وسنت اور سلف صالحین کے راستے کے الٹ شرک و بدعات پر مشتمل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نظریات ہم قبول نہیں کر سکتے چاہے وہ کسی بھی عالم نے بیان کیے ہوں. وہ عالم نہ معصوم ہے اور نہ ہمارے لیے حجت ہے.

(۲) پاک و ہند میں جن لوگوں نے اصلاح کا کام کیا اور اس ماحول میں حدیث کی اہمیت اور تقلید کے رد پر محنت کی بدقسمتی سے وہ لوگ تصوف کے فتنے کو نہ سمجھ سکے اور تصوف کا اثر ان میں موجود رہا۔ اس بات کا اظہار استاد محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد اہلحدیث بہاولپور نے ایک خطبہ جمعہ میں یوں فرمایا:

''شاید ہی ہندوستان میں کوئی عالم ایسا ہو کیا اہلحدیث کیا دیوبندی اور کیا بریلوی! جن علماء کو اس تصوف کی تاثیر نہ لگی ہو۔ تھوڑا بہت اس تصوف کا رنگ ضرور ہوتا ہے۔ حالانکہ تصوف اس قدر خطرناک چیز ہے جتنا نقصان اسلام کو ان صوفیوں سے پہنچا ہے۔ اس تصوف کے چکر میں جتنے مسلمان برباد ہوئے ہیں۔ جتنا اسلام کے اندر اس کے ذریعے پلیدی شامل ہوئی اتنا کسی چیز نے بھی اسلام کو برباد نہیں کیا۔ میاں نذیر حسین اور ان کے شاگرد سب تصوف کے قائل تھے۔ کوئی وحدۃ الوجود کا شکار ہے اور کوئی وحدۃ الشہود کا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی جنہوں نے حدیث کی بہت خدمت کی۔ صوفیوں کے بنیادی عقیدے وحدۃ الوجود کا شکار ہیں۔ یہ ہمہ اوست کا عقیدہ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ یہ وحدۃ الوجود خالصتاً کفر کا عقیدہ ہے ایسا گندہ عقیدہ ہے جس کی انتہا نہیں جن علماء نے تھوڑا سا سوچا اور انہیں ہمہ اوست کا عقیدہ کفر نظر آیا انھوں نے تھوڑی سی ترمیم کی۔ کیوں کہ یہ بڑے بڑے بزرگوں کا عقیدہ تھا۔ انھوں نے اسے وحدہ الشہود میں تبدیل کر دیا۔ ہمہ اوست نہیں ہمہ از اوست۔ وحدۃ الوجود کا انکار نہیں کرتے کیوں کہ بڑے بڑے لوگوں کا عقیدہ ہے اسکو نرم کرتے ہیں۔ تا کہ اس کی حدت اور شدت کم ہو جائے۔ حالانکہ دونوں نظریات کفر ہی کفر ہیں۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' توحید کی بڑی معیاری کتاب ہے۔ لیکن اپنے اس ماحول میں جس میں وہ پلے بڑھے کیوں کہ تصوف کا چکر تھا چنانچہ صراط مستقیم میں وہ وہ کھچیں ماری ہیں کہ پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ کہ کیا یہ شاہ اسماعیل کی کتاب ہے؟ ایسا آدمی بھی مسلمان ہوسکتا ہے۔ (خطبہ جمعہ)

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی حفظہ اللہ کی نظر ثانی سے شائع شدہ ڈاکٹر ابوعدنان سہیل کی کتاب ''اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات'' میں شاہ ولی اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب ''انفاس العارفین'' میں تصوف کی دیگر کتابوں کی طرح ہر طرح کی رطب ویابس باتیں پائی جاتی ہیں جیسے کشف وکرامات، عجیب وغریب واقعات، غیر اللہ کو سجدے، اللہ کا مشاہدہ بلکہ اس سے جسمانی اتصال، قبولیت، عرس، قوالی، ختم خواجگان، جنت کی بشارت، اپنی بات منوانے کے لیے اللہ کے سامنے مچل جانا اور اس سے اپنی بات منوالینا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو بدلوا ڈالنا، نبی کریم ﷺ کا مجلسوں میں تشریف لانا، اللہ تک پہنچ جانے کے بعد عبادات کی ضرورت باقی نہ رہنا وغیرہ اس طرح کی تمام چیزیں اس کتاب میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کتاب میں یہ بات بھی موجود ہے کہ بزرگوں کی قبروں سے سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں جو لوگ شاہ ولی اللہ صاحب سے نسبت اور تعلق رکھتے ہیں اور ان کے نظریات تصوف کے قائل ہیں وہ بریلوی مکتب فکر کی بوالعجبیوں اور بزرگوں کی قبروں پر ہونے والے شرک وبدعات کے ہنگاموں پر جو شور وغوغا مچاتے ہیں یا اس کا رونا روتے ہیں، وہ محض دکھاوا اور مگرمچھ کے آنسو ہیں۔ (صفحہ ۲۷)

شاہ اسمٰعیل کے متعلق لکھتے ہیں:

(۱) تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل شہید جیسا توحید کا علمبردار بھی جب تصوف کے کوچے میں گم ہوتا ہے تو اپنے سارے عقائد اور شرعی احکام ونصوص کی خلاف ورزی کرتا ہوا کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ (صفحہ ۲۸)

(۲) تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ جب یہی مولانا اسمٰعیل شہید تصوف پر قلم اٹھاتے ہیں تو شاید ان پر ایسی محویت کا عالم طاری ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص اور خود اپنی تحریروں کو بھول کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے ''صراط مستقیم'' میں وہ لکھتے ہیں:

''عنایت غیبیہ اس کو چن کر اپنا خاص چیلہ بنا لیتی ہے جس طرح با اقتدار بادشاہ اپنے بعض فرماں برداروں کو تمام رعایا سے ممتاز کر کے اپنے لئے چن لیتے ہیں اور اس کو ''چیلہ خاص'' سے ملقب کرتے ہیں۔ پس جس طرح چیلہ خاص کو اپنے آقا کے سامان میں تصرف کی اجازت ہوتی ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کی تمام سلطنت کو اپنی سلطنت کہہ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ بلند مراتب ومناصب والے (یعنی اولیاء کاملین) مجاز مطلق ہوتے ہیں عالم مثال وشہادت میں تصرف کرنے کے لئے'' (صراط مستقیم فارسی)

عام طور پر ''اولیاء'' کے بارے میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ انہیں صرف ''عالم شہادت'' یعنی اس دنیا میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جسے ہم سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہے، لیکن مولانا اسمٰعیل شہید کے اس بیان سے یہ انکشاف ہوا کہ اولیاء کے زیر اقتدار عالم مثال بھی ہے یعنی وہ غیر مرئی عالم جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔ (اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات صفحہ ۲۵۵)

جناب عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث سوہدرہ شاہ اسمٰعیل اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا موازنہ کرتے ہیں محسوس یوں ہوتا ہے کہ جناب عبدالمجید صاحب نے منصب امامت اور صراط مستقیم پڑھی ہی نہیں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: لکھتے ہیں:

کیا سید احمد اہلحدیث تھے؟

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا سید احمد رائے بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید اہلحدیث تھے۔ یا یونہی ان کو اہلحدیث سمجھا گیا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہنچانا جاتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ہر شخص بھی اپنے عقائد اور اعمال سے ہی پہچانا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں شاہ شہید کی تصنیفات ''تنویر العینین فی اثبات رفع یدین، الایضاح الحق الصریح، منصب امامت، صراط مستقیم'' دیکھ لیجئے کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے مواعظ حسنہ میں شرک و بدعات کی تردید کا پہلو اتنا نمایاں ہے کہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تقریر میں بھی اتنا نمایاں نہ ہوگا۔ (حقانیت مسلک اہلحدیث حصہ اول صفحہ ۷۶ مرتبہ ابو معاویہ عبدالرحمٰن منیر راجووالوی)

صراط مستقیم میں فوت شدہ بزرگوں کی روحوں سے ملاقات اور لوح محفوظ سے کسی بات کی دریافت کا طریقہ لکھا ہے سوچئے کیا یہ بات بھی قرآن وسنت سے ثابت کی جا سکتی ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

''آسمانوں کے حالات کے انکشاف، ملاقات ارواح و ملائکہ، بہشت و دوزخ کی سیر، اس مقام کے حقائق کی اطلاع، اس جگہ کے مکانوں کی دریافت اور لوح محفوظ سے کسی امر کے انکشاف کے لیے یا حی یا قیوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۲۵)

اسی لیے شیخ عبدالعزیز نورستانی صاحب مہتمم جامعہ الاثریہ اثر آباد پشاور ایک خط میں لکھتے ہیں:

''جب سے شریعت مطہرہ میں تصوف وسلوک کو جگہ دی گئی اس وقت سے صوفیت نے بڑے بڑے اکابرین امت کے شرعی ہوش وحواس مضمحل کر کے غیر شعوری طور پر شریعت کے جادہ مستقیم سے ہٹا دیا۔ میں مروجہ تصوف وسلوک کو بالخصوص طرق اربعہ کو جو پاک و ہند اور افغانستان میں مروج ہیں شریعت مطہرہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے سم قاتل سمجھتا ہوں۔

(۴) شیطان نے ہمیشہ انسان کو تباہ کرنے کے لیے اولیاء اللہ سے محبت کا رخ اندھی عقیدت کی طرف موڑنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ قوم نوح میں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر اولیاء اللہ تھے اور اللہ نے ان کے تقویٰ کی بنا پر انہیں لوگوں کا محبوب بنا دیا لیکن شیطان ان اولیاء اللہ کو آڑ بنا کر ان سے محبت میں غلو کرنے والوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا شیطان کے اس وار سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری نظریاتی مشق یوں کروائی کہ سورۃ الانعام میں جلیل القدر انبیاء کا ذکر کیا ابراہیم، اسحاق یعقوب، نوح، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسمٰعیل، یسع، یونس، اور لوط علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا اور ان کی تعریف کی اور قانون کی انتہائی بالادستی یوں بیان کر دی:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اور اگر یہ لوگ بھی ارتکاب شرک کر بیٹھتے تو جو اعمال یہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے''
(الأنعام: ۸۹)

اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی فرمائی:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''یقیناً تیری طرف اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو بلاشبہ تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تم زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا'' (الزمر: ۶۵)۔

سبائی فتنہ جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا اس نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کی محبت کو غلو میں بدل کر بہت سا جھوٹ اور بدعقیدگی اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی چنانچہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے چند مسئلے پوچھے تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے منگوائے ان فیصلوں کو پڑھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ علی نے یہ فیصلے نہیں کیے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو بھٹک جاتے۔ (مقدمہ صحیح مسلم)

غور فرمایئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا کیوں کہا کیا یہ کافی نہ تھا کہ وہ کہتے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلے نہیں کیے ...نہیں نہیں! ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما جو مفسر قرآن ہیں نبی کریم ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں غالباً انہوں نے ایسا اس لیے کہا کہ جو علی رضی اللہ عنہ سے اللہ کی طرح محبت کرنے لگ گیا ہے وہ سن لے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق ہیں بالفرض محال اگر علی رضی اللہ عنہ بھی اللہ کی نافرمانی کرتے تو وہ بھی گمراہ ہو جاتے نافرمانی ان کے لیے بھی فرماں برداری نہیں کہلوا سکتی۔

لہٰذا ہم عقیدہ شرک کے حاملین کو یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ تم ان علماء کی تحریرات کو شرک کی دلیل نہیں بنا سکتے اللہ کا قانون ہے کہ اگر ان علماء نے بھی عقیدہ شرک اپنایا اور توبہ نہ کی تو قیامت کے دن ان کے اعمال بھی ان کے کام نہ آئیں گے۔

غلط فہمی

غضب خدا کا کہ ایک عام آدمی اور اللہ کے نبی دونوں کو ایک مقام پر لا کھڑا کرنا کس قدر ستم ظریفی ہے۔ اگر میں کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ اگر میں کسی کی حاجت روائی نہیں کرسکتا تو کیا یہ لازم ہے کہ کوئی دوسرا بھی اسی طرح کا ہوگا؟ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بڑے مقامات عطا فرمائے ہیں۔

(ڈاکٹر عثمانی کا علمی محاسبہ ۴۰)

ازالہ

یہ افتراء ہے کہ اہلِ توحید عام آدمی اور اللہ کے رسول ﷺ کو ایک مقام پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے دنیا میں' میدانِ حشر میں اور روز قیامت جو مقام دیا وہ اللہ کی ساری مخلوق میں سے صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ''اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا'' (الشرح: ۴)

اللہ نے دنیا میں آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا۔ قیامت تک کے لئے آپ ﷺ کو رسول بنا کر آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا۔ میدانِ حشر میں تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کرنے سے انکار کر دیں گے۔ صرف آپ ﷺ کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ آپ سجدہ میں گر جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھاؤ' مانگو دیا جائے' کہو سنا جائے گا' شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ کا ذکر حشر کے میدان میں بھی بلند ہوگا۔ آپ حوضِ کوثر پر اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ ﷺ کھلوائیں گے۔ آپ کے امتی اہلِ جنت کا نصف ہونگے غرض ہر جگہ آپ کا نام بلند ہوگا۔

آپ امام الانبیاء ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کی حمد کا جھنڈا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی ساری اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ اللہ کی صفات میں شریک ہیں۔ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کو اولاد دینا، مقدمات سے بری کرنا، بیماری سے صحت دینا اور دیگر مصائب میں حاجت روائی آپ کی ذمہ داری نہیں ہے جو شخص "اَغِثْنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰه" کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ آپ کو کائنات میں تصرف (حالات کو بدلنے) کا اختیار ہے اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی رضا کا پابند ہے۔ کیا اس نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔

﴿یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾

''یہ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا'' (التوبۃ:۹/۹۶)

اور یہ بھی فرمایا: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾

''اے نبی! تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار بھی ان کے لئے معافی کی دعا کرو گے اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا'' (التوبۃ:۸۰)

جب رسول اللہ ﷺ کی دعا اور درخواست تک کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ حال ہو تو پھر اور کون ہے جس سے ہم مدد طلب کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا کہا ٹال نہیں سکتا۔

اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد طلب کرنا جائز ہوتا تو قرآن مجید میں کوئی ایک آیت تو اس کے جواز میں نازل ہوتی۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی دعائیں موجود ہیں۔ کسی نبی نے گزرے ہوئے نبی یا رسول کو مصیبت کے وقت نہیں پکارا؛ بلکہ اللہ ہی کو پکارا کیونکہ اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ﴾ (المومن: ۴۰/۱۴)

''پس اللہ کو پکارو اس کے لئے دین کو خالص کر کے چاہے کفار برا کیوں نہ مانیں۔''

غلط فہمی

جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام سے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا أَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِأَهَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا﴾

''میں اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں'' (مریم: ۱۹)

جب جبرئیل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں تو اللہ کے نبی ﷺ بیٹا کیوں نہیں دے سکتے؟

ازالہ

اس آیت میں عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ یہ معجزہ ہے۔ پوری انسانی تاریخ کا فقط ایک ہی واقعہ ہے۔ اس معجزہ کو قانون بنا کر یہ کہنا کہ جبرئیل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں، سخت گمراہی ہے۔ کیا آج کوئی کنواری لڑکی یہ کہہ سکتی ہے کہ اے جبرئیل مجھے بیٹا دے۔

سب جانتے ہیں کہ ملک الموت روح قبض کرتے ہیں کیا ائمہ اہل سنت نے ملک الموت کو پکارنے کی تعلیم دی کہ اے ملک الموت میں نے مرنے والے سے چند اہم باتیں کرنی ہیں یا اس مرنے والے کے ذمہ بہت سے معاملات ہیں اس کو ذرا مہلت دے تا کہ اپنے کام کو پورا کر سکے۔

اسی طرح لیلۃ القدر میں روح الامین اور فرشتے رحمتیں اور برکتیں لے کر نازل ہوتے ہیں کیا کسی نے ان کو پکارا کہ تھوڑی سی رحمت اور برکت ہمیں دے جا۔ کوئی ان فرشتوں کو نہیں پکارتا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''تم ہمارے پاس جیسے آیا کرتے ہو اس سے زیادہ دفعہ کیوں نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّکَ﴾ (مریم: ٦٤).

''اور ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتر نہیں سکتے'' [بخاری: ۴۷۳۱].

بتائیے! جو مخلوق اپنی مرضی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس تک نہیں آسکتی وہ کسی کو بیٹا کیسے دے سکتی ہے؟ وہ تو اللہ کے حکم سے کسی کو بیٹا ہونے کی بشارت دے سکتی ہے.

غلط فہمی

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کچھ مانگ'' انہوں نے عرض کیا: جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ اور'' انہوں نے کہا بس صرف یہی۔ (مسلم)

معلوم ہوا کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دے دیں۔

ازالہ

حدیث مبارکہ کے آخری حصہ پر غور کیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"فاعني على نفسك بكثرة السجود" (مسلم ۴۸۹)

''پس تم کثرتِ نوافل سے اپنے مقصد کے حصول کے لیے میری مدد کرو۔''

اگر جنت آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتی تو آپ سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو کثرت سے نوافل پڑھنے کا حکم کیوں دیتے؟

معلوم ہوا معاملہ وہی ہے جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا:

''أَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعمله یدخلنی الله به الجنة''.

''مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کردے''. آپ ﷺ نے فرمایا:

"علیک بکثرة السجود لِلّٰهِ" ''تم بکثرت سجدے کرو۔''(مسلم:۴۸۸)

سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مقصد واضح ہے کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے جنت میں آپ کا ساتھ نصیب ہو جائے یا میرے لیے دعا فرمایئے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ اگر جنت آپ کے اختیار میں ہوتی تو آپ فرماتے جا میں نے تجھے جنت دے دی۔ آپ نے کیوں فرمایا کہ کثرتِ نوافل سے میری مدد کرو۔

غلط فہمی

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے ان کے معبودوں کو پیدا کرنے کے بعد ان کو الوہیت دے دی اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہ کرے اور یہ کرنا چاہیں تو یہ کر سکتے ہیں۔ (توحید اور شرک ص ۷، از سعید کاظمی)

ازالہ

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو الٰہ حقیقی مانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اصل اختیارات اللہ کی پاس ہیں فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (المومنون: ۲۳/۸۹٬۸۸)

''کہہ دیجئے کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بتاؤ اگر تم جانتے ہو وہ ضرور کہیں گے کہ یہ شان اللہ ہی کی ہے''

معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کی طاقت کو عطاء سمجھتے تھے اور وہ اپنے معبودوں کو اللہ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی سمجھتے تھے۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾

''اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔'' (یونس: ۱۰/۱۸)

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر: ۳۹/۳)

''اور ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ سخت مصیبت میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ☆ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾ (الأنعام: ۶/۶۳٬۶۴)

''کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کی آفتوں سے نجات دیتا ہے جب تم گڑ گڑا کر اور آہستہ آہستہ پکارتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے تم کہہ دو کہ وہ تمہیں اس سے اور ہر بے چینی سے نجات دیتا ہے پھر تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو۔''

بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے مشرکین کہا کرتے تھے: ''لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک الا شریکا ھو لک تملکه وماملک''

''میں حاضر ہوں اے اللہ، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایسا شریک جو تیرا ہے، تو اس شریک کا اور جو اس کے اختیار میں ہے اس کا بھی مالک ہے۔''

ان آیات سے مشرکین مکہ کے نظریات واضح ہیں کہ وہ اصل قدرت اور طاقت اللہ ہی کی مانتے تھے سخت مصیبت میں اسی کو پکارتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اللہ کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اپنے معبودوں کو صرف سفارشی جانتے تھے۔ اور آج کے کلمہ گو بھی انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کے بارے میں یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریات رکھتے ہیں۔

غلط فہمی

اللہ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النسا: ۴/۶۴)

''جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول (ﷺ) ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔''

معلوم ہوا ہر قسم کا مجرم ہمیشہ آپ کی قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت طلب کرے۔

ازالہ

جَآءُوْكَ سے آپ کے پاس آنا مراد ہے قبر نبوی مراد نہیں ہے۔ دیکھئے مندرجہ ذیل آیت میں بھی جآءوك آیا ہے۔

﴿وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ ۔

''اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا'' (المجادلۃ: ۵۸/۸)

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک بدترین خصلت یہ تھی کہ سلام کے الفاظ کو بدل دیتے تھے ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کو سام علیک یا ابوالقاسم کہا سام کے معنی موت کے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا اور کہنے لگیں وعلیکم السام آپ نے فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ برے الفاظ اور سخت کلامی کو ناپسند فرماتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے نہیں سنا انہوں نے آپ کو سلام نہیں کہا بلکہ سام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے نہیں سنا میں نے کہا وعلیکم۔

(بخاری: 6256، مسلم: 2165)

معلوم ہوا دونوں آیات میں مراد آپ کی زندگی ہے۔ یہ آیات قبر نبوی پر آ کر مانگنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

یہ بھی ارشاد فرمایا: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ان (منافقین) سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو یہ (نفی میں) سر ہلا دیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں'' (المنافقون: ۶۳/۵)

آیت سے بالکل واضح ہے کہ یہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے کہ آپ کی دعائے مغفرت گناہوں کی معافی کا باعث تھی اور جن خوش نصیبوں نے آپ کی خدمت میں آ کر اپنے گناہوں سے توبہ کی وہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا انعام پا گئے۔

آپ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تابعین اور محدثین کرام رحمہم اللہ میں سے کسی ایک نے بھی آپ ﷺ کی قبر پر آ کر آپ ﷺ سے سفارش کی درخواست نہیں کی بلکہ انہوں نے براہِ راست اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی، فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے دعائیں کروانے کا ثبوت احادیث صحیحہ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین اور محدثین رحمہم اللہ سے نہیں ملتا۔

غلط فہمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾

''مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ'' (البقرۃ: ۲/۴۵)

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ نماز اور صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔ (جاء الحق: ۱۹۴)

ازالہ

کبھی کسی نے سنا کہ کوئی شخص صبر یا نماز کو پکار رہا ہو۔ اے صبر! اے نماز میری مدد کرو۔ ایسا کہنے والا احمق ہے اس آیت کا سیدھا اور صاف مفہوم ہے کہ صبر اختیار کرو اور نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ جس سے مشکلات دور ہونگیں گویا کہ صبر اور نماز نیک اعمال میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا انتہائی موثر ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

غلط فہمی

میرے آقا نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ مُعْطِىْ وَاَنَا قَاسِمٌ﴾

''اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں بانٹتا ہوں۔''

اسکی عطا بھی عام ہے میری تقسیم بھی عام ہے۔ وہ دنیا بھی دیتا ہے میں دنیا بھی بانٹتا ہوں وہ دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی دیتا ہے میں دین بھی تقسیم کرتا ہوں۔ علم اولاد ایمان غرض یہ کہ دین و دنیا کی ہر نعمت وہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ (خطبات کاظمی ۹۲)

ازالہ

حدیث کی ابتدائی عبارت کیوں حذف کی جاتی ہے حدیث یہ ہے:

''مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ مُعْطِيْ''

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔'' (طبرانی)

حدیث کے الفاظ اور عبارت کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہاں عطا سے مال و دولت مراد نہیں بلکہ تفقہ فی الدین مراد ہے۔ وہ فہم مراد ہے جو کتاب وسنت کے معانی ومفہوم کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور آج وہ احادیث کی کتب میں محفوظ ہے کوئی شخص بھی نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات سے بے نیاز ہو کر دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾

''اگر آپ زمین کے تمام خزانے بھی خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے تھے۔ ان کے دلوں کو بھی اللہ ہی نے جوڑا ہے''.(الأنفال: ۶۳/۸)

قرآنِ حکیم کی ان محکم آیات کے بعد کیا دلیل ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو کائنات میں متصرف (حالات بدلنے والا) سمجھیں۔ ماننا پڑے گا کہ قدرت واختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اوس وخزرج کی دیرینہ عداوتوں کا خاتمہ یعنی دلوں میں محبت اور الفت ڈالنا نبی ﷺ کے اختیار میں نہ تھا۔

پھر یہ حدیث قرآن کی اس آیت ہی کے مفہوم میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾ (الأنعام: ۱۲۵/۶)

''پس جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چاہے اس کے سینہ میں گھٹن پیدا کر دیتا ہے گویا کہ وہ مشکل سے آسمان پر چڑھ رہا ہو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی

میرے آقا نے فرمایا: ''اعطیت مفاتیح خزائن الارض'' (بخاری و مسلم)

''اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطا فرما دیں۔''

کنجی کے معنی اختیار کے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات اپنے حبیب کو عطا فرما دیئے حضور جس کو جو چاہیں عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔

ازالہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ﴾ (الأنعام:٦/٥٠)

''اے نبی تم کہہ دو کہ میں نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔''

آیت میں اللہ کے دیئے گئے خزانوں کی نفی ہے جس سے ذاتی اور عطائی کی تاویل کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔ یہ ناممکن ہے کہ قرآن جس کی نفی کرے حدیث میں اس کا ثبوت ہو۔

اس حدیث سے مراد فتوحات مصر و شام وغیرہ ہیں۔ اور خزانوں سے مراد مال و دولت ہے جیسا کہ حدیث کے آخری ٹکڑے میں آیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمْ''.

''اور رسول اللہ ﷺ چلے گئے ہیں اور تم انہیں (یعنی خزانوں کو) اکٹھا کر رہے ہو۔''

(صحیح بخاری کتاب الجهاد، باب: قول النبی نصرت بالرعب مسیرة شهر، ح: ٢٩٧٧)

اور اس مفہوم کو واضح طور پر سورت یوسف میں دیکھا جا سکتا ہے جب اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ﴿اِجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ (یوسف: ٥٥) کہتے ہیں تو کون سے خزانے ہیں جو یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر سے مانگ رہے ہیں، یہاں ابہام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

غلط فہمی

حصن حصین میں ہے کہ جب مدد لینا چاہو تو کہہ دو ''یا عباد اللّٰہ أعینونی''

''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو''.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ عباد اللہ سے مراد فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال ہیں یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔ (جاء الحق ۱۹۸)

ازالہ

(۱) یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس میں عتبہ بن غزوان مجہول راوی ہے۔

(۲) ایک راوی ابن حسان کو محدثین نے منکر الحدیث کہا ہے۔ لہذا یہ سند ضعیف ومردود ہے۔ اس سے استدلال جائز نہیں۔

غلط فہمی

اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ﴾

''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا'' (الأنبیاء: ۱۰۷)

پھر آپ کو مصائب میں کیوں نہ پکارا جائے۔

ازالہ

ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

''وَاَولٰی القولین فی ذالك بالصَواب القول الذی روی عن ابن عباس وهو ان اللّٰه أرسل بنبیه محمد ﷺ رحمةً لجمیع العالم مؤمنهم وكافرهم فاما مؤمنهم فان اللّٰه هداه به وادخله بالایمان به والعمل بما جاء من عنداللّٰه الجنة واما كافرهم فانه دفع به عنه عاجل البلاء الذی كان ینزل بالامم المكذبه رسلهَا من قبل''.

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ص۸۳ شائع کردہ دار المعرفہ للطباعۃ والنشر بیروت البنان)

اور ان دونوں باتوں میں سے (کہ محمد ﷺ صرف مومنین کے لئے رحمت ہیں یا کافر ومومن سب کے لئے) زیادہ صحیح بات وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ یعنی مومنین کے لئے بھی اور کفار کے لئے بھی۔ پس مومنین کے لئے رحمت یہ ہے کہ انہیں آپ کے ذریعے ہدایت نصیب ہوئی اور وہ ایمان کے حامل بنے اور جو دین محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اس پر عمل کیا اس طرح اللہ نے انہیں جنت میں داخل کیا اور کفار کے لئے رحمت یہ ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب اچانک نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آئے گا جو پہلی قوموں پر رسولوں کی تکذیب کے نتیجے میں ناگہانی طور پر نازل کیا جاتا تھا۔

"رحمة للعالمين" کا یہ مفہوم قرآن میں ہے نہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو سکھایا اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ اہل سنت نے اس پر عمل کیا کہ آپ کو مشکل کشا جان کر "أغثني يا رسول الله" کے نعرے لگائے جائیں۔

غلط فہمی

(۱) مدد مانگنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾

"اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔" (المائدة:۵/۲)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ناجائز کام کی تعلیم دے رہا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مدد کرنے کا حکم دیا:

﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ﴾ (آل عمران:۳/۸۱)

"تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بضرور اس کی مدد کرنا۔"

کیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مدد کا حکم دے کر شرک کی تعلیم دی۔

(۳) عیسیٰ علیہ السلام غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں:

﴿قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (آلِ عمران:۵۲)

"فرمایا کون اللہ کے لیے میرا مددگار ہے۔"

کیا عیسیٰ علیہ السلام پر شرک کا فتویٰ جاری ہوگا؟

ازالہ

دعا و پکار اور امداد جو ماتحت الاسباب ہو وہ بالاتفاق درست ہے۔ اوپر کی تمام آیات میں تحت الاسباب امداد کا ذکر ہے مخلوقات کا اپنی فطری قوت و اختیار کے دائرے میں رہ کر ایک دوسرے سے مدد لینا شرک و توحید کی بحث سے خارج ہے۔ مثلاً پاکستان میں بیٹھے ایک شخص کے پاس ٹیلیفون کا ذریعہ موجود ہے تو اس سے مدد چاہنا کہ مکہ میں میرے بیٹے سے فلاں نمبر پر معلوم کردو کہ کل وہ کس وقت پاکستان آرہا ہے ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے کیونکہ سبب (ذریعہ) موجود ہے۔ مومنین اپنی حاجات و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آپس میں تحت الاسباب (اللہ کے دیے ہوئے اختیارات کے تحت) ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ مشرکین مکہ کو مشرک اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ انبیاء و اولیاء' ملائکہ اور جنات کو ان معاملات میں پکارتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے کسی کو زندہ کرنے اور مارنے کا اختیار نہیں دیا بیماری سے شفا دینا اور رزق عطا کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ کوئی کسی کی نہ تو تقدیر بدل سکتا ہے نہ ہی کسی کے دل کو بدل کر اس میں محبت یا نفرت کے جذبات پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح فتح و شکست' ذلت و عزت' اطمینان اور بے اطمینانی پیدا کرنے کے اختیارات مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں۔ اسی طرح کل کیا ہوگا۔ بارش کب ہوگی کسی کو موت کب آئے گی ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ یہ سب سوائے اللہ عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا ان علوم' قدرتوں اور صفات کو مافوق الاسباب کہا جاتا ہے۔ لہٰذا مافوق الاسباب میں اللہ کے سوا کسی کو امداد کے لئے پکارنا شرک ہے اور یہی مسئلہ یہاں زیر بحث ہے۔ بزرگوں سے ان کی زندگی میں دعا کروانے والا موحد ہے بشرطیکہ ان کی دعا کو سبب اور ذریعہ سمجھے اور مشکل کشا اور حاجت روا صرف اور صرف اللہ کو جانے۔ اور ان بزرگوں کے فوت ہونے کے بعد جب ان کے پاس اسباب نہیں رہے۔ اب ان کو ہر جگہ سے سننے والا اور مشکل دور کرنے والا سمجھ کر پکارنا شرک ہے۔

یہی وجہ ہے نابینا صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کرواتا ہے۔ (ترمذی: ۳۵۷۸)

مگر یہ صرف آپ کی زندگی میں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد دورِ عمر میں قحط پڑا تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چچا سے دعا کروائی اور خود بھی اللہ سے عرض کیا ہم نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے تو بارش برساتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں اے اللہ بارش بھیج (بخاری: ۱۰۱۰)

اگر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان سے مدد مانگنا جائز ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین قبر نبوی پر حاضر ہو کر آپ سے مدد مانگتے۔

تحت الاسباب اور فوق الاسباب کا فرق سمجھنے والوں کے لئے اس آیت مبارکہ میں واضح دلیل موجود ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ o اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾

''(مشرکو) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں۔ اچھا تم ان کو پکارو اگر تم سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں'' (الأعراف: ۷/۱۹۴)

غلط فہمی

پیارے آقا ﷺ کی بابت قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے:

﴿وَ مَانَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (التوبة: ۹/۷۴)

''یہ سب کچھ اس کا بدلہ تھا کہ اللہ اور رسول (ﷺ) نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا''۔

آیت کریمہ صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مصطفیٰ کریم کی عطا دونوں ایک ہیں۔

(علمی محاسبہ ۴۵)

ازالہ

• آیت کا صاف' سیدھا اور واقعات کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اور مالِ غنیمت کے حصول سے مومنین کے ساتھ ساتھ منافقین کی بھی مالی حالت درست ہوگئی۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک کے لئے آسودگی' فراغت اور مال و دولت اللہ کے رسول ﷺ عطا فرماتے ہیں۔

یہ لوگ نہ صرف یہ کہ ''توحید'' کے معاملہ میں راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں بلکہ آیات و احادیث سے ایسے نکتے نکالتے ہیں جن سے عبد اور معبود کے مابین فرق مشتبہ ہو جائے۔

جب اس آیت کا کسی صحابی امام یا مفسر نے یہ مفہوم نہیں لیا کہ غربت کی حالت میں اپنے گھروں میں بیٹھ کر پکار لگائی جائے کہ یا رسول اللہ ہماری محتاجی دور فرما کر ہمیں غنی کر دیجئے۔ پھر اس آیت سے ''یا علی مدد'' پر دلیل لینے کا کیا جواز ہے؟

غلط فہمی

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ اپنی کتاب مصنف اور امام بیہقی اپنی تصنیف ''دلائل النبوۃ'' میں سند صحیح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ مالک الدار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے مزار پاک پر آ کر عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں رسول اللہ ان کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ لوگوں کو خبر دے دو کہ عنقریب انہیں سیراب کیا جائے گا۔''

ازالہ

اس اثر پر عصر حاضر کے محدث کبیر الشیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''**التوسل أنواعه وأحكامه**'' میں صفحہ نمبر ۱۱۷ میں سیر حاصل گفتگو کی ہے جس میں آپ نے اس واقعہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں:

(۱) اس واقعہ کے اصل راوی مالک الدار ہیں ان کے حالات ان کا ثقہ اور عادل ہونا معلوم نہیں۔ وہ عدالت وضبط کے اعتبار سے غیر معروف ہیں اور کسی بھی روایت کے صحیح ہونے کے لیے راوی کا معروف ہونا بنیادی شرط ہے۔

(۲) مالک الدار کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا انہوں نے اس شخص کا نام نہیں لیا۔ لہذا وہ بھی مجہول ہے۔ سیف کی روایت میں اس کا نام بلال بتایا گیا ہے مگر اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ سیف ابن عمر التمیمی کے ضعف پر محدثین کرام متفق ہیں بلکہ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

غلط فہمی

طبرانی میں ہے ایک شخص عثمان بن حنیف کے پاس آیا اور کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ المسلمین میری بات نہیں سنتے تو عثمان بن حنیف نے انہیں ایک دعا سکھائی جس میں ہے کہ اے محمد (ﷺ) میں آپ کے ذریعہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

ازالہ

عثمان بن حنیف کا قصہ صحیح اسناد سے کتب احادیث میں موجود ہے کہ انہیں نبی رحمت ﷺ نے دو رکعت پڑھ کر دعا کرنے کا حکم دیا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے لئے دعا کی آپ ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کی دعا کے ذریعے اپنی تکالیف دور کروایا کرتے تھے لیکن وفات النبی ﷺ کے بعد کسی صحابی، تابعی یا امام نے آپ کو نہیں پکارا کہ آپ انکی مشکلات حل کروائیں عثمان بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنیف کے اس قصہ میں طبرانی کے اضافی قصے کو عصر حاضر کے محدث کبیر الشیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے قصہ ضعیفہ منکرہ قرار دیا ہے۔

ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) اس قصہ کی روایت میں شعیب بن سعید المکی راوی ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ مگر حفظ میں ضعف ہے۔ جب وہ یونس سے روایت کرتے ہیں تو وہ قابل قبول ہے کیونکہ یونس بن یزید کی کتاب ان کے پاس تھی اور ان سے ان کا بیٹا روایت کرے تو اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ بھی اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ جیسا کہ التقریب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یونس کے علاوہ کسی سے انکی کوئی روایت امام بخاری اپنی صحیح میں نہیں لائے اور نہ ہی وہ ابن وھب سے ان کی کوئی روایت لائے ہیں۔ یہی بات ابن عدی سے امام ابن حاتم ''الجرح والتعدیل'' میں صفحہ نمبر ۳۵۹ پر بیان کرتے ہیں۔ لہذا طبرانی کی وہ سند جو شعیب بن سعید سے عبداللہ بن مصعب روایت کرتے ہیں ضعیف ہے۔ کیونکہ:

(۱) شعیب بن سعید راوی منفرد ہیں اور انکے حفظ میں کلام ہے خاصکر جب ان سے عبداللہ بن وھب روایت کرے تو وہ حجت نہیں۔

(۲) اس قصہ میں ثقات کی مخالفت ہے جنہوں نے اس قصہ کو روایت نہیں کیا۔ بلکہ مستدرک میں روح بن قاسم سے عمارہ البصری روایت کرتے ہیں اور اس قصہ کو بیان نہیں کرتے اسی طرح شعبہ اور حماد بن سلمۃ عن ابی جعفر الخطمی کی روایت میں بھی یہ قصہ موجود نہیں۔ اس حدیث کو ابن سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' صفحہ نمبر ۲۰۲ میں حاکم نے ۵۲۶/۱ میں تین طریقوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس میں یہ قصہ موجود نہیں۔ لہذا یہ قصہ منکرہ ہے۔

غلط فہمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾

''(اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے (کنکریاں) نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔'' (الأنفال: ۱۷/۸) اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟

ازالہ

(۱) یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا۔ لیکن إِذْ رَمَيْتَ کہہ کر کنکریوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھینکنے کا فعل نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا پھر نفی کر کے اپنی طرف اضافت کی۔ فعل ایک ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ سے پھینکی۔ جبکہ اس کا سبب اللہ تعالیٰ ہے جس نے ایسا کرنے کا حکم دیا اور پھر ان کنکریوں کو مشرکوں تک پہنچا دینا اللہ ہی کا کام ہے۔ اللہ فرما رہا ہے کہ ہم نے تم میں یہ قوت پیدا کر دی تھی ورنہ تم اپنے کسب و اختیارات سے یہ کام نہ کر سکتے تھے یہ آیت تو توحید خالص کی ایک روشن دلیل ہے۔ اللہ نے بدر میں چاہا تو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے ریت کے ذرے پھینکوا دیئے جس نے کفارِ مکہ کو بدحواس اور پریشان کر دیا دوسری طرف احد میں اللہ نے نہ چاہا تو خود رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہو گئے اور ستر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہید ہو گئے۔

(۲) بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد قریشِ مکہ کے مقابلہ میں بہت کم تھی ساز و سامان اور اسلحہ کی قلت بھی مگر پھر بھی مسلمان اللہ کے فضل سے کفار پر غالب آئے یہ غیر معمولی واقعہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا احسان جتلا رہے ہیں۔ یہاں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اختیارات و قدرت کی نفی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت اور قدرت کا اظہار ہے۔ اس آیت کا بھی مفہوم یہی ہے:

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ﴾

''تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا ہے'' (الأنفال: ۸/۱۷)

یہاں بھی سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کے حکم سے مومنین نے ان سے قتال کیا اور وہی مومنین کو فتح دینے والا ہے لہذا اس فعل کی اضافت اللہ کی طرف بھی ہے۔

غلط فہمی

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمع' بصر اور قدرت کے انوار بندے کی سمع' اور قدرت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں یہ مقرب بندہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نورِ سمع سے سنتا ہے۔ نورِ بصر سے دیکھتا ہے اسی کے نور قدرت سے تصرف کرتا ہے جب قرآن سے ثابت ہے کہ درخت سے **إني أنا اللّٰه** کی آواز آ سکتی ہے تو عبد مقرب کے لئے یہ کیونکر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سمع و بصر کا مظہر نہ ہو سکے۔ (توحید اور شرک از کاظمی)

ازالہ

علماء سلف نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مکمل طور پر اللہ کے ساتھ مشغول ہے۔ اس کا کان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر ہی متوجہ ہو جاتا ہے۔ جس طرف اللہ راضی ہوتا ہے اور اپنی آنکھ سے وہی کچھ دیکھتا ہے جس کا اللہ نے اسے حکم دے رکھا ہے وہ اپنا ہاتھ پاؤں اللہ کی رضا کے کام کی طرف بڑھاتا ہے۔ یعنی وہ شخص اس کو نہیں سنتا جس کے سننے کی شرع اجازت نہ دے۔ نہ ہی اسے دیکھتا ہے جسے دیکھنے سے شرع نے منع کیا ہے۔ خلاف شرع کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا اور نہ ہی اس کام کی طرف چلتا ہے جس کے کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

فرقہ حلولیہ اور اتحادیہ کا یہ خیال کہ یہ کلام حقیقت پر ہے اور اللہ تعالیٰ عین عبد بن جاتا ہے یا اس میں حلول کر چکا ہے عین گمراہی اور کفر ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اگر اس نے مجھ سے سوال کیا تو میں اس کا سوال پورا کروں گا۔ اگر پناہ طلب کرے تو پناہ دوں گا (بخاری:۶۵۰۱)۔

یہ الفاظ دلیل ہیں کہ اللہ اور بندہ الگ الگ ہیں۔ اللہ انسان میں حلول نہیں کرتا۔ اگر حلولیہ کے معنی مراد لیے جائیں تو پھر اس مرتبہ پر پہنچا ہوا شخص ہاتھ سے استنجا کیوں کرتا ہے۔ ہاتھ گندگی میں کیوں ڈالتا ہے۔ پاؤں سے بیت الخلا کو کیوں جاتا ہے؟ اسی طرح آنکھ اندھی، کان بہرا، ہاتھ لولہا یا پاؤں لنگڑا کیوں ہوتا ہے کیا ان صفات کو اللہ کی طرف منسوب کرو گے **أستغفر اللّٰہ ثم أستغفر اللّٰہ** سب سے زیادہ اللہ کے قریب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جنگ احد میں آپ ﷺ کا سر اور چہرہ زخمی ہو گیا۔ اس میں سے خون نکل آیا، کیا معاذ اللہ خود اللہ ہی کو یہ زخم ہوا تھا؟

اگر صوفیا کے معانی تسلیم کیے جائیں تو جس کا ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان اللہ ہے اس کو تکبر سے کیا منع؟ پھر جن آیات و احادیث میں تکبر کرنے سے منع فرمایا وہ کن کے لیے ہے؟ لہٰذا وہ معنی جو سلف صالحین نے بیان کیے وہی درست ہیں۔

حب رسول ﷺ کا صحیح تقاضا:

اگر کوئی شخص حب رسول ﷺ کا تو مدعی ہو مگر محبوب کے احکام کی پروانہ کرے اور اپنے دل اور نفسانی خواہش سے ایسی باتیں نکالے جو محبوب کو ناپسند ہوں تو ایسی محبت محبت نہیں بلکہ نافرمانی اور سرکشی ہے۔

رسول اللہ ﷺ تو یہ اعلان کریں کہ میں اپنی جان کے لئے اور تمہارے لئے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر عاشقانِ رسول یہ کہیں کہ آپ تمام کائنات کے مختارِ کل ہیں آپ کے در سے ساری دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو رزق، اولاد، محبت اور مال و متاع تقسیم ہوتے ہیں۔ آپ اپنی امت کو شرک سے ڈرائیں اور عاشقانِ رسول شرک کے معاملہ میں بے پرواہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد، حکم اور فرمان کی اس بے دردی کے ساتھ مخالفت اور خلاف ورزی کے بعد عشق رسول کا دعویٰ ایک ایسا تضاد ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ کتنا بڑا دھوکہ ہے جو عشقِ رسول کے نام پر لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے حقیقی محبت کرنے والوں کو اور دین کے داعیوں کو گستاخِ رسول کہہ کر مطعون کیا جا رہا ہے توحید کے بارے میں یہ لوگ اتنے بے پرواہ ہیں کہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی نکتہ پیدا کر کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی سطح پر لے آئیں اور عبد و معبود کا یہ فرق و امتیاز کسی نہ کسی حیلہ سے مٹے نہیں تو کم سے کم ملتبس ہو جائے۔

ان کے چند افکار ملاحظہ فرمائیں:

(1) محمد ﷺ خدا ہیں:

مولوی محمد یار گھڑی والے خواجہ غلام فرید کے خاص خلیفہ ہیں۔ انہوں نے ایک دیوان لکھا ہے جس کا نام دیوان محمدی ہے۔ وہ وحدۃ الوجود کے نظریہ کو جتنا عریاں کر سکتے تھے اپنے دیوان میں اس کو اتنا ہی عریاں کیا۔ اس دیوان کا ایک شعر ہے:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو مسلماں ہے دغا باز نہیں

شعر میں پہلا محمد شاعر کا تخلص ہے شعر کا مطلب یہ ہوا کہ محمد یار گھڑی والے نے اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا مان لیا پھر تو سمجھ لیجئے کہ وہ حقیقی مسلمان ہے اگر محمد ﷺ کو خدا نہیں مانتا پھر یہ بات رسول کے ساتھ دغا بازی کے مترادف ہے۔ کسی نے علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب کو یہ شعر لکھ کر سوال کیا کہ کیا بریلوی مذہب میں ایسا عقیدہ درست ہے انہوں نے جواب میں لکھا کہ ایسی عبارتیں دیوبندی اور بریلوی مسلک کے علماء کی کتب میں پائی جاتی ہیں اور ان کی بنیاد عقیدہ وحدۃ الوجود ہے جو ابن عربی کا عقیدہ ہے پھر وہ اس عقیدہ کے حق میں دلائل دیتے ہیں مگر نہ تو قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرتے ہیں نہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان۔

کاظمی صاحب کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو مسلماں ہے دغا باز نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام مسنون۔ دعا:

حضرت قبلہ مولانا محمد یار صاحب کا وہ شعر جو تم نے لکھا اور اس جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی ما بہ الموجودیت حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں ہر شے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتفا ہو جائے تو حقیقت حقہ کے سوا کچھ نہیں اس میں نبی، غیر نبی حتیٰ کہ محمد ﷺ کی بھی خصوصیت نہیں بلکہ عامہ خلائق مظاہر ناقصہ ہیں اور اولیاء کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں اور انبیاء علیہم السلام ان سے زیادہ مظہر اور جمیع کائنات سے اکمل و افضل مظہریت حضور سید عالم ﷺ کے لیے حاصل وثابت ہے اس لیے کہ کمال امور اضافیہ عینی سے ہے۔ دیکھئے مولانا محمد یار صاحب کے شعر کا مضمون حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام میں ہے:

(أنت تحسبه محمد العظیم الشان کما تحسب السراب ماء وهو ماء فی رای العین فاذا جئت محمداً لم تجد محمدا وجدت انه فی صورة محمدیته ورایته برؤیته محمدیه) (فتوحات مکیه جلد ثانی ص 127)

یعنی محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے کہ تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے مگر حقیقتا آب نہیں ہے بلکہ سراب ہے اسی طرح جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم نبی کریم ﷺ کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے اور رویت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے انتباہ کے ص ۹۲ پر فرماتے ہیں: (صورت مرشد کہ ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ است در پردہ آب وگل وصورت مرشد کہ در خلوت نمودار می شود آں مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب وگل) غور کیجیے صورت مرشد دیکھنے کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور آب وگل یعنی جسمانیت اور بشریت کو محض ایک پردہ قرار دے رہے ہیں۔ آج کے دیوبندی وحدۃ الوجود کے بھی منکر ہیں حالانکہ جن حضرات کو یہ اپنے مشائخ قرار دیتے ہیں وہ اس مسئلہ پر بڑے متشدد اور حریص رہے ہیں دیکھیے انور شاہ کشمیری اپنی کتاب فیض الباری جلد رابع ۴۲۸ حدیث شریف **کنت سمعه الذی یسمع به** کے تحت دیوبندیوں کے بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردہ معنی کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"قلت وهذا عدول عن حق الالفاظ لان قوله كنت سمعه بصيغة المتكلم يدل على انه لم يبق من المتقرب بالنوافل الا جسده وشبهه وصار المتصرف فيه الحضرة الا لهية فحسب وهذا الذى عناه الصوفيه بالفناء فى الله تعالى اى الا نسلاخ عن دواعى نفسه حتى لا يكون المتصرف فيه الا هو وفى الحديث لمعة الى وحدة الوجود وكان مشائخنا مولعون بتلك المسئله الى زمن الشاه عبدالعزيز اما انا فلست بمتشدد فيها".

یعنی **كنت سمعه** کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے حق الفاظ سے تجاوز اور کجروی ہے۔ اس لیے کہ بصیغہ متکلم اللہ تعالیٰ کا قول **كنت سمعه** فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہو گیا ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو حضرات صوفیائے کرام **فنا فی اللہ** سے تعبیر کرتے ہیں یعنی بندہ کا اپنے خواہشات نفس سے بالکل پاک ہو جانا یہاں تک کہ اس بندہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شے قطعاً متصرف نہ رہے اور حدیث مذکور (**كنت سمعه**) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے۔ ہمارے مشائخ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانہ تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے لیکن میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں۔

اس عبارت سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا اکابر ومشائخ دیوبند کے نزدیک حق ہونا اظہر من الشمس ہے۔

اب شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ (انتباہ ص ۹۱ پر **لا إله إلا الله** کے تحت فرماتے ہیں "نیست ہیچ معبودے ومقصودے وموجودے مگر حق تعالیٰ مبتدی را ارادہ عوام بگوید نیست ہیچ معبودے، و متوسط را ارادہ خواص بگوید نیست ہیچ مقصودے، ومنتہی را ارادہ اخص الخواص بگوید نیست ہیچ موجودے"۔

اسی طرح **"انفاس العارفین"** میں شاہ ولی اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں: "کفر شریعت دو معبود پنداشتن است" اسی طرح ص ۳۳ پر بھی ایسی عبارت ہے:

مولانا محمد یار پر کفر کا فتویٰ لگانے والے آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے والد ماجد دو موجود حقیقی جاننے کو کفر حقیقی فرما رہے ہیں اس کے بعد دیوبندیوں کے مسلم بزرگ انور شاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کشمیری کی عبارت سے محی الدین ابن عربی کی توثیق سنیے فیض الباری جلد اول ص 174 پر لکھتے ہیں: (**اما اهل العلم منهم فاكثرها تتعلق بحل مسائل الصفات وغيره ونعمت الكشوف هي**)

یعنی حضرات صوفیاء کرام میں سے جو لوگ اہل علم ہیں ان میں اکثر حضرات امورالہیہ میں مسائل ذات وصفات سے تعلق رکھتے ہیں۔شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شیخ اکبر کی توثیق ہمارے جلیل القدر فقہائے کرام نے بھی فرمائی ہے دیکھیے ''درمختار'' جلد دوم ۳۰ مطبوعہ نول کشور لاہور میں شیخ اکبر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (**انه كان** رضی اللہ عنہ **شيخ الطريقة حالا وعلما وامام الحقيقته حقيقتا واسما ومحي رسوم المعارف فعلا واسما**)۔

الحاصل مولانا محمد یار صاحب کے اشعار کا مبنی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے اگر وحدۃ الوجود کو شرکیہ عقیدہ کہا جائے تو تمام مشائخ دیوبند کافر ومشرک قرار پائیں گے کیونکہ وہ سب وحدۃ الوجود پر متشدد ہیں جیسا کہ انورشاہ کشمیری کی عبارت منقولہ بالا سے ثابت ہے پھر ان اشعار کی بنا پر اگر مولانا محمد یار صاحب کی تکفیر کی جائے تو حضرت شیخ اکبر کی عبارات منقولہ بھی بالکل مولانا موصوف کی عبارت جیسی ہے لہذا ان دونوں کی تکفیر بھی لازم آتی ہے شاہ ولی اللہ کا مخالفین کے نزدیک مسلم بزرگ ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں اور شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی توثیق انورشاہ صاحب کشمیری اور صاحب درمختار کی عبارتوں سے ظاہر ہے لہذا شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی تکفیر انورشاہ صاحب اور صاحب درمختار کی تکفیر کو مستلزم ہوگی کیونکہ کافر کی تکفیر فرض ہے اور اس کی توثیق حرام بلکہ کفر ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ مولانا محمد یار صاحب کا دامن اس مسئلہ میں ایسے اکابرامت کے ساتھ وابستہ ہے کہ جن کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔واللہ اعلم بالصواب وتمت بالخیر (مقدمہ دیوان محمدی: ۲۰)۔

قارئین کرام! بتایئے ان دلائل کی بنیاد پر محمد ﷺ کو خدا مانا جاسکتا ہے؟ **نعوذ باللہ من ذلک**۔

(2) محمد ﷺ اول مخلوق ہیں:

پاکستان میں سید احمد سعید کاظمی بریلوی مسلک کے امام ہو گزرے ہیں انہوں نے اپنی کتب کے ذریعے حقیقت محمدیہ کے نظریہ کو عام کیا۔اپنی مشہور کتاب ''**تسکین الخواطر**'' میں مسئلہ حاضر وناظر پہ بحث کی ہے اس مسئلہ کو حقیقت محمدیہ کی بنیاد پر ثابت کیا ہے۔علامہ جلال دوانی کی ایک عبارت پیش کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھتے ہیں:

محقق دوانی فرماتے ہیں: اس مقام پر تحقیق کلام یہ ہے کہ تمام اصحاب نظر و برہان اور ارباب شہود و عیاں اس بات پر متفق ہیں کہ بوسیلہ قدرت و ارادہ خدائے قدوس امر "کن فیکون" سے سب سے پہلے جو گوہر مقدس دریائے غیب مکنون سے ساحل شہود پر آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا جسے حکماء (یونانی فلسفی) کے عرف میں عقل اول کہتے ہیں اور بعض احادیث میں قلم اعلیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق (یعنی ابن عربی اور اس کے ساتھی صوفیاء) اسے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں۔ اس جوہر نورانی نے اپنے آپ کو اور اپنے خالق بے مثال کو اور ان تمام افراد موجودات کو جو بتوسط اس جوہر نورانی کے خالق بے مثال سے صادر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ افراد موجودات سے پہلے تھے اور اب ہیں اور آئندہ ہوں گے سب کو جملہ کیفیات کے ساتھ بتمام و کمال جان لیا اور تمام حقائق موجودات بطور انطوائے علمی اسی جوہر بسیط نورانی (حقیقت محمدیہ) میں مندرج اور مخفی تھیں جس طرح دانہ ایک خاص طریقہ پر شاخوں پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتا ہے کل افراد موجودات اسی ترتیب کے موافق جس کے ساتھ اس جوہر بسیط نورانی (یعنی حقیقت محمدیہ) میں پوشیدہ ہیں کمین گاہ قوت سے جلوہ گاہ فعل اور سراپردہ غیب سے میدان شہود میں بصورت مواد خارجیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ (اخلاق جلالی از محقق دوانی ص ۲۵۶)

جلال دوانی نے صوفیاء کی طرح اصطلاحات کا خوب استعمال کیا ہے اور ان کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ امت مسلمہ ان صوفیاء کی عبارت کو مشکل سمجھ کر اس عظیم سازش کو نہ جان سکیں جس کے ذریعے یہ اسلام کے بنیادی عقائد پر حملہ آور ہیں۔ اور یہ صوفیاء وحدۃ الوجود، حقیقت محمدیہ، قلم اعلیٰ، جوہر نورانی جیسی اصطلاحات کے ذریعے محبت رسول کی آڑ میں شرک و کفر کو اسلام کا رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اہل ایمان کے لئے ان کے کفر کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ جلال دوانی کی عبارت نقل کر کے سید احمد سعید کاظمی جن عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں: ''اس ایمان افروز بیان سے تصریحات منقولہ بالا کی تائید کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی واضح ہو گئے''۔

(1) حضور ﷺ اول مخلوق ہیں۔

(2) حضور ﷺ عقل اول اور قلم اعلیٰ ہیں۔

(3) حضور ﷺ جوہر بسیط نورانی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) حضور ﷺ تمام کائنات کے حقائق لطیفہ کے جامع ہیں۔

(5) حضور اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات اور ان کے جمیع احوال کو بتمام و کمال جانتے ہیں۔ ماضی حال، مستقبل میں کوئی شیٔ، کسی حال میں ہو حضور ﷺ سے مخفی نہیں۔

(6) تمام موجودات خارجیہ کا ظہور حقیقت محمدیہ سے ہوتا ہے حتیٰ کہ ترتیب ظہور بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ میں مستور ہے۔ (تسکین الخواطر از کاظمی ص ۵۰)

قارئین کرام! بتایئے کیا قرآن مجید کی کسی آیت میں یا حدیث رسول میں حقیقت محمدیہ کا تذکرہ ہے؟ یقیناً نہیں.

(3) حقیقت محمدیہ نہ اولاد آدم میں شامل ہے اور نہ بشر ہے:

مفتی احمد یار خان نعیمی جو بریلویت کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں لکھتے ہیں:

ایک ہے شخص محمدی دوسری ہے حقیقت محمدی یہ شخص محمدی اس جسم اطہر کا نام ہے جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ بی بی آمنہ کے بطن سے پیدا ہوا اور تمام نبیوں کے بعد اس دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ جو اس دنیا میں اپنے تمام رشتوں سے منسلک ہے بی بی آمنہ کا نور نظر ہونا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سرتاج ہونا۔ اپنی اولاد کا والد ہونا۔ ان تمام رشتوں کے ساتھ جو آپ کی قرابت ہے یہ سب اسی بشری وجود کی صفات میں داخل ہیں حقیقۃ محمدیہ مشائخ صوفیہ کی اصطلاح میں ذات مطلق کے پہلے تعین کا نام ہے۔

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی پہلی تجلی ہیں اور باقی جتنی مخلوق ہیں وہ پہلی تجلی کے بعد خدا کی دوسری تجلیات کی مظہر ہے وجود عنصری کی جہت سے آپ کے بارے میں قرآن میں اس طرح فرمایا گیا ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ''آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں'' اور حقیقۃ محمدیہ کے بارے میں خود حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں اس وقت نبی تھا جب کہ حضرت آدم آب وگل میں جلوہ گر تھے یہ حقیقۃ محمدیہ نہ اولاد آدم میں شامل ہے۔ نہ بشر ہے اور نہ متکلم ہے اور نہ اسے کسی کا باپ نہ کسی کی اولاد کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ حقیقۃ محمدیہ ساری کائنات کی اصل ہے آپ کا نور ہونا، رب کی دلیل اور برہان ہونا اسی حقیقۃ محمدیہ کی صفات ہیں۔ حقیقۃ محمدیہ کی تشریح مثنوی میں کافی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی نشر الطیب میں حقیقۃ محمدیہ کو خوب اچھی طرح ثابت کیا ہے تفسیر روح البیان میں ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ تمام روحیں روح محمدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پیدا ہوئیں لہذا حضور ابوالا رواح ہیں (رسالہ نور از مفتی احمد یار خان نعیمی)

بتایئے کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا رسول اللہ ﷺ کے کسی فرمان میں حقیقۃ محمدیہ کا ذکر ہے؟ اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ بریلوی علماء کبھی حقیقۃ محمدیہ کو محمد بن عبداللہ ﷺ سے الگ کر کے پیش کرتے ہیں اور کبھی محمد بن عبداللہ ﷺ کے عنصری وجود پر حقیقت محمدیہ کا اطلاق کر کے حب رسول ﷺ کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں. اس طرح مسلمانوں کی اکثریت کو حب رسول ﷺ کی آڑ میں شرک میں ملوث کر دیتے ہیں. اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شرک و کفر کو سمجھنے کی توفیق دے، آمین۔

(4) تمام کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض کی محتاج ہے:

سید احمد سعید کاظمی اسی فلسفے کو آسان کر کے یوں بیان کرتے ہیں:

ہمارا مسلک ہے کہ حضور ﷺ مبدأ کائنات ہیں۔ حضور فخر کائنات ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضور علیہ السلام مقصود کائنات ہیں۔ صاحب روح المعانی نے عارفین کا ایک قول نقل کیا ہے کہ آپ "رحمة للعالمین" کیوں ہیں؟ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہے حضور اقدس اصل ہیں اور تمام عالمین اس کی فرع۔ اصل کہتے ہیں جڑ کو۔ اور فرع کہتے ہیں شاخ کو۔ یہ بتاؤ جس درخت کی جڑ نہ ہو تو کیا شاخیں باقی رہیں گی۔ اگر درخت کی جڑ سوکھ جائے۔ شاخیں ہری رہیں گے درخت کی جڑ کو جلا دو تو شاخیں موجود رہیں گی نہیں بالکل نہیں۔ ارے درخت کی جڑ سے تو سارا کام ہوتا ہے۔ جڑ جو ہے تنے کو غذا پہنچا رہی ہے۔ پہلے جڑ تنے کو غذا پہنچاتی ہے پھر جڑ کی پہنچائی ہوئی غذا تنے سے موٹی موٹی شاخوں میں پہنچتی ہے پھر چھوٹی چھوٹی شاخوں میں پہنچتی ہے اور پھر پتوں میں پہنچتی ہے اور پھولوں میں پہنچتی ہے اور ثمر میں پہنچتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سارا تنا اس جڑ کا محتاج ہے جب اس جڑ کا فیض جاری ہے تو شاخیں ہری ہیں اور جڑ کا فیض ختم ہو جائے تو شاخیں سوکھ جائیں میرے آقا ﷺ تمام کائنات کے ذرے ذرے کے لیے اصل ہیں، اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ اوپر ہے خواہ زمین کے نیچے ہے وہ ہواؤں میں ہے وہ فضاؤں میں ہے تحت میں ہے فوق میں ہے عرش میں ہے فرش میں ہے جہاں بھی کوئی زندہ ہے مصطفیٰ کی جڑ کے لئے شاخ ہے آپ کا فیض اس طرح کائنات کے ذرے ذرے کو پہنچ رہا ہے جیسے جڑ کا فیض شاخ کے ہر جز و کو پہنچ رہا ہے میرا ایمان ہے کہ مصطفیٰ اگر نہ ہوں تو کائنات زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگر وہ مر گئے تو ہم کیسے زندہ رہ گئے۔ (ذکر حبیب ص ۱۴،۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عقیدہ میں سید احمد سعید کاظمی صاحب اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے مسلک کے دوسرے علماء بھی ان کی تائید کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام تمام کائنات کی اصل ہیں وکل الخلق من نوری اصل کا اپنی فرع میں اور مادے کا سارے مشتقات میں ایک کا سارے عددوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

ہر ایک ان سے ہے وہ ہر ایک میں ہیں — وہ ہیں ایک علم حساب کے
بنے دو جہاں کے وہی بنا — وہ نہیں جو ان سے بنا نہیں

(جاء الحق ص ۱۴۴)

احمد رضا خان بریلوی اس فلسفے کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں: تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے یہ عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاك لما خلقت الافلاك یوں ہی اپنی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے آج اگر وہ اپنا قدم درمیان سے نکال لیں تمام عالم ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا — وہ جو نہ ہوں گے تو کچھ نہ ہوگا
جان ہیں وہ جہان کی — جان ہے تو جہان ہے

(الامن والعلی ص ۳۷)

قارئین کرام! دیکھئے کس طرح حب رسول ﷺ کی آڑ میں شرک پھیلایا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ اللَّهُ﴾

''آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے تو کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اللہ کو منظور ہو'' (یونس: ۴۹)

﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ۲۱)

''کہہ دیجئے! کہ مجھے تمہارے لیے کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں''۔

﴿قُلْ إِنِّي لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَّلَنْ أَجِدَ مِنْ دُوْنِهِ مُلْتَحَدًا﴾

''کہہ دیجئے! کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا۔ اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی پا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکتا'' (الجن: ۲۲)

ساری کائنات کو رسول اللہ ﷺ کا محتاج کہنے والوں کے پاس ان آیات کا کیا جواب ہے؟

(5) حضور اکرم حاضر ناظر ہیں کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ کائنات کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے:

سید احمد سعید کاظمی صاحب مسئلہ حاضر ناظر ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم محمد بن عبداللہ ﷺ کو ہر جگہ موجود نہیں مانتے بلکہ آپ کی حقیقت محمدیہ کو کائنات کے ذرے ذرے میں جاری و ساری مانتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

حضور اکرم ﷺ کے لیے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم (روح الاکوان) ﷺ کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے جس کی بنا پر حضور ﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۱۳)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کو حضور کی جسمانیت اور بشریت مطہرہ کے ساتھ حاضر ناظر نہیں مانتے بلکہ حضور کی حقیقت مقدسہ کو ذرات کائنات میں جاری و ساری مانتے ہوئے روحانی طور پر آپ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۸۰)

اس میں شک نہیں کہ نماز میں السلام علیک أیها النبی کہنے کا حکم بھی اس امر پر مبنی ہے کہ جب حقیقت محمدیہ تمام ذرات کائنات میں موجود ہے تو ہر عبد مصلی کے باطن میں اس کا پایا جانا ضروری ہے۔ (ص ۴۵)

کاظمی صاحب نے روح الاکوان کی بنیاد پر مسئلہ حاضر و ناظر ثابت کیا پھر روح الاکوان کا مفہوم صوفیہ کی مشہور تفسیر عرائس البیان سے بیان کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) خالق کائنات نے اپنی کل مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ سب کا صدور و ظہور ان ہی کے نور سے ہے لہٰذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجود خلق کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجب ہے... سب کے وجود کا سبب وہی ہیں...

(2) قضاء قدرت میں تمام مخلوقات صورت مخلوقہ کی طرح بے جان اور روح حقیقی کے بغیر پڑی ہوئی حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی جب حضرت محمد ﷺ عالم میں تشریف لائے تو تمام کائنات وجود محمدی سے زندہ ہوگئی اس لئے تمام مخلوقات کی روح (روح الاکوان) حضور اکرم ﷺ کی ذات ہی ہے (تسکین الخواطر 43)۔

بتایئے قرآن وسنت میں ان باتوں کی کوئی دلیل ہے؟

(6) حضور ﷺ کے آفتاب حیات سے ہر ایک کو حیات ملی ہے کیونکہ وہ اصل کائنات ہیں لہذا زندہ ہیں:

سید احمد سعید کاظمی نے اس عقیدے کو جس طرح بیان کیا ملاحظہ فرمائیں:

اس حیثیت سے کہ حضور ﷺ اصل کائنات ہیں۔ آپ کی حیات مقدسہ وجود ممکنات کے آسمان کا چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ مخلوقات کی تمام انواع واقسام اور افراد بمنزلہ آئینوں کے ہیں۔ ہر آئینہ اپنے مقام پر مخصوص کیفیت اور جداگانہ قسم کی استعداد کا حامل ہے۔ اس لیے ہر فرد اپنے حسب حال اس آفتاب حیات سے اکتساب حیات کر رہا ہے۔ خلق وامر، اجسام وارواح، اعیان ومعانی، ارض وسما، تحت وفوق ان سب کا نور حیات اس آفتاب حیات محمدی کی شعائیں ہیں۔ البتہ عالم ممکنات کا اس معدن حیات سے قرب وبعد اور افراد کائنات میں استعداد کی قوت وضعف مراتب حیات میں ضرور موجب تفاوت ہے نفس حیات سب میں پائی جاتی ہے۔ لیکن ہر ایک کی حیات اس کی حالت کے مناسب ہے۔ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، ہر ایک کا مبدا فیض ذات نبویہ کا وجود ہے اور حضور ہی کے آفتاب حیات سے ہر ایک مومن میں حیات کی روشنی پائی جاتی ہے۔ آفتاب حیات اگر غروب ہو جائے تو تمام آئینے اپنے نور سے محروم ہو جائیں گے۔ ان تمام آئینوں میں نور کا پایا جانا آفتاب کے چمکنے کی دلیل ہے اس طرح عالم ممکنات کے کسی ایک ذرے میں نور حیات کا پایا جانا آفتاب حیات محمدی کے موجود ہونے کی دلیل ہے۔ (حیات النبی از کاظمی ص ۹۰)

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''اور نصوص متواترہ اولیاء کرام وائمہ عظام وعلماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا کبیر جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی روز ازل سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک۔ آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان، بلکہ تمام ماسوی اللہ جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سرالوجود اور اصل وجود، خلیفہ اللہ اعظم اور ولی نعمت عالم ہیں۔ (جزاء اللہ عدوہ ص ۲۳ بحوالہ فیصلہ کن مناظرہ ص ۵۶)

حضور اکرم ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے، جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے "ملکوت السماوات والأرض" حضور کے زیر فرمان ہے جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے دست اقدس میں دے دی گئیں۔ (بہار شریعت: ۲۲ ج ۱)

قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

وجہ اس فرق کی وہی تفاوت حیات ہیں یعنی حیات نبوی بوجہ عرضیت قابل زوال نہیں اور حیات مومنین بوجہ عرضیت قابل زوال ہے اس لیے موت کے وقت حیات نبوی زائل نہ ہوگی ہاں مستور ہو جائے گی اور حیات مومنین ساری یا آدھی زائل ہو جائے گی سو در صورت تقابل عدو ملکہ اس استنار حیات میں آپ کی ذات کو تو مثل آفتاب سمجھیے کہ وقت کسوف اوٹ میں حسب مزعوم حکماء اس کا نور مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا یا مثل شمع چراغ خیال فرمایئے کہ جب اس کو کسی ہانڈی یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سرپوش رکھ دیجیے تو اس کا نور بالبداہت مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا اور دوبارہ زوال حیات مومنین کو مثل قمر خیال کیجیے کہ وقت کسوف اس کا نور زائل ہو جاتا ہے۔ یا مثل چراغ سمجھیے کہ گل ہونے کے بعد اس میں نور بالکل نہیں رہتا البتہ روغن یا فتیلہ یا کسی قدر تھوڑی دیر فتیلہ کے سرے میں آتش باقی رہ جاتی ہے۔

(آب حیات ۱۵۹)

مزید لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے اموال میں میراث کا جاری نہ ہونا اور دوسروں کے اموال میں جاری ہونا اس امر پر شاہد ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام کا ان کے ابدان سے اخراج نہیں ہوتا مثل نور چراغ اطراف و جوانب سے سمیٹ لیتے ہیں ان کے سوا دوسروں کی ارواح کو ان کے ابدان سے خارج کر دیتے ہیں اس لیے سماع انبیاء علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لیے ان کی زیارت وفات کے بعد بھی ایسی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے اور اس وجہ سے یوں نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکتے کہ زیارت نبی ﷺ مثل زیارت مسجد زیارت مکان مکین ہے اور اسی وجہ سے "لا یشد الرحال" وہاں اہتمام سے جانا ممنوع ہے بلکہ وہ زیارت مکان مکین ہے۔ (جمال قاسمی ص ۱۶)

بریلوی علماء کی طرح دیوبندی علماء بھی حیات النبی کے قائل ہیں. قاسم نانوتوی صاحب کا نظریہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ایسے ہی نظریات کا اظہار محمد طاہر قاسمی صاحب عقائد اسلام قاسمی صفحہ ۴۷ پر کر رہے ہیں:

یہ حیات النبی کا عقیدہ علماء دیوبند کے عقائد میں داخل ہے "المهند على المفند" علمائے دیوبند کے عقائد کی ایسی مستند کتاب ہے جس پر بہت سے علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں، اس میں یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا جیسی ہے برزخی نہیں ہے۔

(المہند فی عقائد علماء دیوبند صفحہ ۷۰)

معروف دیوبندی عالم اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب جو ہمارے اکابر میں ہیں حضرت محمد قاسم نانوتوی کے علوم و معارف کے بہترین شارح ہیں اس مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"حضور کی حیات برزخی ہے مگر اس قدر قوی ہے کہ بلحاظ آثار وہ دنیوی بھی ہے... یہی وجہ ہے کہ بعد وفات حضور کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی، جنازہ میں کلام فرمایا اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض صحابہ نے سنا، یہ تو وفات کے فوری بعد ہے کہ روح نے جسم کو کلیتہً نہیں چھوڑا، لیکن بعد میں تا حشر بھی روح کا وہی تعلق بدن سے قائم رہے گا جیسا کہ بنص حدیث اجساد انبیاء کا مٹی پر حرام ہونا ثابت ہے۔ اگر ان ابدان میں کوئی روح نہیں ہے تو انہیں گل جانا چاہیے، پھر حیات کا یہ اثر عالم برزخ میں ہے، عالم دنیا میں یہ ہے کہ ان کے اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی، ان کی ازواج پر بیوگی نہیں آتی، ان کے نکاح حرام ہوتے ہیں نہ صرف عظمت انبیاء کی وجہ سے بلکہ حقیقتاً حیات کی وجہ سے کہ وہ بیوہ ہی نہیں ہیں، پس انبیاء کی یہ برزخی حیات جسمانی واز قبیل دنیوی بھی ہے کہ اجساد میں حس وحرکت بھی ہے، قبروں میں عبادت بھی ہے، کلام بھی ہے، امت کی طرف توجہ بھی ہے، پھر یہی حیات از قبیل حیات برزخی بھی ہے کہ نگاہوں سے اوجھل ہے، ان کی آواز ان کانوں میں نہیں آتی اور کلام ان حسی کانوں میں نہیں پڑتا، نیز امت کے حال کی طرف توجہ اور رخ کا پھیرنا ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، سو اس میں ہماری کمزوری کو یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعف قوی کو دخل ہے نہ کہ ان آثار کے موجود نہ ہونے یا قابل وجود نہ ہونے کا، بالفاظ مختصر دونوں حیاتیں اس طرح جمع ہیں کہ حیات برزخی اصل ہے اور حیات دنیوی اس کے تابع، یعنی وہ عیناً موجود ہے اور یہ آثاراً موجود ہے۔ اسی طرح دونوں حیات جمع ہو جاتی ہیں نہ استعارۃً بلکہ حقیقتاً''۔

(حیاۃ النبی از اخلاق حسین قاسمی ص ۱۳)

قارئین کرام! بتایئے قرآن مجید کی کس آیت میں اور رسول اللہ ﷺ کے کس فرمان میں ان نظریات کی تائید ہوتی ہے، کیا صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین حیات ذاتی، حیات دنیوی یا حقیقت محمدیہ کی گمراہیوں سے واقف تھے؟ یقیناً نہیں، پھر جو عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نہ تھے آج وہ ابن عربی اور دیگر صوفیا کی پیروی میں من گھڑت روایات کی بنیاد پر کیسے اسلامی ہو سکتے ہیں؟

اگر رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، قبر میں کلام فرماتے ہیں، ان کی ازواج مطہرات بیوہ ہی نہیں ہوئیں تو پھر ان دلائل کا کیا جواب ہے۔

(۱) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ وہ دنیا کی چمک دمک اور زیب وزینت میں سے جو چاہے لے لے یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لے تو اس بندے نے اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کیا، یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان، اس پر ہمیں تعجب ہوا لوگوں نے کہا کہ اس بزرگ کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان، لیکن چند دن بعد واضح ہوا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے اور ابو بکر ہم میں سب سے زیادہ صاحب علم تھے''(بخاری:۳۹۰۴، مسلم:۲۳۸۲)۔

اگر آپ فوت ہی نہیں ہوئے تو ابو بکر کا رونا اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

(۲) اگر رسول اللہ قبر سے کلام فرماتے ہیں اور امت کی طرف توجہ بھی ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہ کہنا کیا مطلب رکھتا ہے کہ اس دن سے تابناک اور بہترین دن کوئی نہ تھا جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے اور کوئی دن اس سے زیادہ تاریک نہ تھا جس دن آپ نے وفات پائی

(ابن ماجہ:۱۶۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) اگر نبی رحمت ﷺ کی روح بدن سے خارج نہیں ہوئی تو پھر جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کی اور بتایا کہ آپ اپنے اسی مرض سے وفات پا جائیں گے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے کیوں لگ گئی تھیں؟ (بخاری:۴۴۳۳،مسلم:۲۴۵۰)، اور آپ کی وفات کے بعد شدت غم سے انس رضی اللہ عنہ سے کیوں کہا کہ تم نے کس دل سے اللہ کے نبی ﷺ کے جسم پر مٹی ڈالی. (مسلم:۴۴۶۲)

(۴) اگر آپ فوت ہی نہیں ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کے جواب میں کہ ''آپ ﷺ اس وقت تک وفات نہیں پائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے'' ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مشہور خطبہ کا کیا مطلب ہے، جس میں آپ نے فرمایا:

''أما بعد: من كان منكم يعبد محمداً فإن محمداً قد مات، ومن كان منكم يعبد الله فإن الله حي لا يموتُ''.

''اما بعد: تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، کبھی نہیں مرے گا، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾

''اور محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں۔ کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا'' (آل عمران ۱۴۴)

اس آیت کو سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کیوں کہتے ہیں؟

واللہ! ایسا لگتا تھا کہ لوگوں نے اس سے پہلے جانا ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے یہ آیت لے لی اور ہر انسان اس کی تلاوت کر رہا تھا.

اور اس آیت کو سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیوں کہتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واللہ! میں نے جوں ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو جان گیا کہ یہ برحق ہے، پس میں ٹوٹ کر رہ گیا، حتیٰ کہ میرے پاؤں مجھے سہار ہی نہیں رہے تھے، اور میں زمین کی طرف لڑھک گیا اور میں جان گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی۔(بخاری:۴۴۵۴)

(7) حضور عالم الغیب ہیں:

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں:

''ھو علیہ السلام لا یخفی علیہ شیء من الخمس المذکورۃ فی الآیۃ و کیف یخفی ذلک و الا قطاب السبعۃ من امتہ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بسید الا ولین و الا خرین الذی ھو سبب کل شیء ومنہ کل شیء''۔

قرآن میں ہے کہ پانچ چیزوں کا علم کوئی نہیں جانتا۔ ہاں حضور اقدس سے ان پانچ چیزوں کا علم مخفی نہیں رہ سکتا۔ آپ کی شان تو بہت اونچی ہے بلکہ آپ کی امت کے سات اقطاب بھی ان پانچ چیزوں کا علم رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اقطاب غوث کے مقام سے کم درجہ رکھتے ہیں تو بتلایئے اس علم میں غوث کی کیا شان ہوگی۔ جب آپ کی امت کے غوث اور اقطاب بھی ان چیزوں کا علم رکھتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ اس لیے کہ آپ سید الاولین والآخرین ہیں اور آپ کا وجود اقدس تخلیق کائنات کا باعث ہے۔ صرف باعث ہی نہیں بلکہ اصل کائنات ہونے کی وجہ سے تمام کائنات آپ کے وجود سے ظاہر ہوئی ہے۔(جاء الحق ص ۱۰۶)

بریلوی علماء ان آیات پر غور کیوں نہیں کرتے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ (النمل :٦٥)

''کہہ دو جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کی باتیں نہیں جانتے سوائے اللہ کے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔''

سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلان کروایا:

﴿وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ ''اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔''(الأنعام: ٥٠)

اور فرمایا: ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔''
(الأعراف : ۱۸۸)

اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی دوسرے کو شریک سمجھنا شرک فی العلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے قرب قیامت کی علامات' دجال کی آمد اور نزول عیسیٰ سمیت بہت سے واقعات بیان فرمائے اور جب اللہ نے اطلاع نہیں دی تو:

(۱) آپ نے اس منافق کے ساتھ ستر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھیج دیئے جس نے کہا تھا کہ اسے تبلیغ اسلام کے لیے مبلغین چاہئیں اور راستہ میں اس نے دھوکہ سے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو شہید کروا دیا۔ (صحیح بخاری ۴۰۹۰، مسلم ۶۷۷)

(۲) آپ ﷺ نے ایک یہودی کے ہاں زہر آلود کھانا کھالیا جس سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ موقع پر شہید ہو گئے اور وفات کے وقت زہر نے آپ پر بھی اثر دکھایا۔ (ابوداود ۴۵۱۲، مسلم ۲۱۹۰)

(۳) منافقین نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ آپ ایک ماہ تک سخت پریشان رہے۔ ایک ماہ بعد اللہ نے بذریعہ وحی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بری کیا اور آپ کی پریشانی دور ہوئی۔ (بخاری ۴۷۵۰)

(8) حضور کائنات کے ذرہ ذرہ کے لیے رحم فرمانے والے ہیں:

سید احمد سعید کاظمی صاحب قرآن مجید کی آیت کو اپنے مسلک کی بنیاد بناتے ہیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الأنبياء:۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''.

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام کائنات، کل مخلوق، ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ، اللہ کے سوا ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔ کسی پر رحم کرنے والے کے لیے چار باتیں لازم ہیں:

(1) سب سے پہلے یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا۔ وہ خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور علیہ السلام معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتے جب آیۂ قرآنیہ سے حضور علیہ السلام کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت ہو گیا تو حضور ﷺ کا زندہ ہونا ثابت ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) دوسری بات یہ کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔ آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں تو جب تک حضور ﷺ تمام عالمین کا ماسوی اللہ جمیع کائنات ومخلوقات کو نہ جانیں اور جمیع "ما کان وما یکون" کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو تو اس وقت تک حضور ﷺ رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتے جب حضور علیہ السلام کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔

(3) تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار نہ رکھتا ہو اس سے معلوم ہوا قدرت واختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لیے ضروری ہے جب حضور ﷺ تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لیے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار بھی حضور ﷺ کے لیے حاصل ہے۔

(4) چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت واختیار سے کام نہیں چلتا۔ کسی رحم کرنے والے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو یہ بات تو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھیے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلے پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا آپ اس کی مدد کے لیے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لیے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا۔ اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اس کے حال سے بھی واقف ہیں۔ رحم کرنے کی قدرت واختیار بھی آپ کو حاصل ہے لیکن اپنے اختیار سے رحم نہیں کر سکتے صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اس سے دور ہیں۔ آپ اپنی حیات، قدرت واختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لیے راحم کا مرحوم کے قریب ہونا بھی ضروری ہے اس آیت قرآنیہ سے جب رسول کریم ﷺ کے لیے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لیے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضور کریم ﷺ اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور کے قریب ہے اگر یہاں یہ شبہ کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہو سکتی ہے ایک فرد کسی ایک کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریب تو ہوگا اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد افراد کائنات میں ہر ایک کے قریب ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا۔ اور دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا تو بیک وقت تمام موجودات کائنات کے قریب ہوسکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ اس لیے حضور کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے ہم کثیف سہی لیکن حضور ﷺ تو لطیف ہیں لہذا حضور کا ہم سے قریب ہونا کوئی دشوار عمل نہیں۔ آواز کی لطافت کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن حضور آواز اور ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہیں ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے، آواز اور ہوا تو کیا، یوں کہیے کہ جہاں حضرت جبرائیل کا بھی گزر نہ ہوسکے وہاں حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو شب معراج کا واقعہ سامنے رکھ لیجیے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہو جائے گی لہذا ایک آیت سے پانچ مسائل وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی حضور علیہ السلام تمام عالموں کے لیے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی ہر عالم کے ہر ذرے پر اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں، نیز ایسے روحانی، نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی ایک چیز کے قریب ہونا دوسری سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں۔ بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔ (مقالات کاظمی ص۹۹ ج۱)

نیز لکھتے ہیں: جب وہ رحمتہ للعالمین ہونے کی وجہ سے روح دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس رحمت مقدسہ سے خالی ہو جائے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ رحمتہ للعالمین ہوکر روح کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرے میں روحانیت محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے معرّیٰ ہوکر نہیں ہوسکتی کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقت نظر و بصر ہے لہذا ثابت ہوگیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اس مضمون کو ذہن نشین کرنے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقت محمدیہ کو تمام ذرات کائنات میں جاری و ساری بتایا ہے ان کا اصل یہی آیہ مبارکہ ہے۔ (تسکین الخواطر ص۴۴)

قارئین کرام! سیرت رسول کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ کاظمی صاحب نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے وہ محمد بن عبداللہ کی صفات نہیں ہیں۔ کاظمی صاحب کا یہ فرمانا کہ امت محمدیہ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ میں کاف خطاب سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں بالکل درست ہے۔ مگر کون محمد رسول اللہ ﷺ؟ امت کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ سے مراد محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین میں سے کوئی ایک بھی اس سے مراد حقیقت محمدیہ نہیں لیتا۔ وہ اس آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں۔

آپ پوری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جس نے آپ کی بات کو قبول کیا اور ایمان لے آیا گویا اس نے اس رحمت کو قبول کر لیا۔ اور وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار ہوا۔ اور آپ ان کے لیے بھی اس معنی میں رحمت ہیں جنہوں نے آپ کے دین کو قبول نہ کیا کہ وہ قوم نوح اور قوم لوط کی طرح بالکل تباہ و برباد نہیں کیے جائیں گے حقیقت محمدیہ اور وحدۃ الوجود جیسے عقائد سے صحابہ، تابعین اور سلف صالحین بری ہیں۔

قرآنی آیات کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا اپنی ذات کے لیے اور دوسروں کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہ ہونے کا ذکر اور آپ کے عالم الغیب نہ ہونے کے دلائل پہلے بیان ہو چکے ہیں. آپ ﷺ کی وفات کا تذکرہ صحیح بخاری کے حوالے سے بھی ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو قرآن و حدیث پر ایمان لانے کی توفیق دے، آمین.

(9) حضور ﷺ نبوت سے پہلے قرآن کا علم جانتے تھے:

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

ہماری اس تحریر پر بعض افراد کی طرف سے ایک شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ لے سکتے ہیں تو پھر ان کے اور رب کے درمیان جبرائیل کا واسطہ کیوں رکھا گیا اور وحی کا سلسلہ کیوں قائم کیا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ☆عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَلْبِكَ﴾

''حضرت جبرئیل نے یہ قرآن آپ کے دل پر اتارا'' (الشعراء: ۲۶/۱۹۳)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم بلا واسطہ رب سے کچھ نہیں لے سکتے ایسے ہی رسول بلا واسطہ اس سے کچھ نہیں لے سکتے۔ وہ حضرات ایک اور رسول کے حاجت مند ہیں جنہیں شریعت کی زبان میں روح القدس یا جبرئیل کہتے ہیں۔ اس لیے قرآن کریم نے حضرت جبرئیل اور ان کے معاونین فرشتوں کو رسول بتایا۔

اس شبہ کا ازالہ: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ وحی کی آمد اور جبرئیل کا حضور ﷺ پر آنا قانون کے اجرا کے لیے ہے نہ کہ رسول اکرم ﷺ کے علم کے لیے رب تعالیٰ نے حضور کو پہلے ہی سب کچھ سکھا پڑھا کر بھیج دیا مگر قوانین الٰہی کا بندوں میں اجراء اس وقت ہوگا جب بذریعہ وحی قانون نازل فرمایا جائے گا اس کے چند دلائل یہ ہیں۔ ایک یہ کہ رب العالمین نے قرآن کریم کی تعریف اس طرح فرمائی ھــــدی للمتقین یہ قرآن پرہیز گاروں کا ہادی ہے یعنی اے محبوب تمہارا ہادی نہیں تم تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہو کہیں ھدی لك نہ فرمایا کہ یہ قرآن آپ کے لیے ھدایت ہے۔

دوسرے یہ کہ نزول قرآن کا سلسلہ حضور ﷺ کی عمر شریف کے چالیس سال کے بعد شروع ہوا مگر حضور کی چالیس سالہ زندگی صدق وامانت، راست گفتاری و پاکبازی کا مرقع تھی۔ حتیٰ کہ کفار نے آپ کو ''أمین و صادق الوعد'' کا خطاب دے رکھا تھا اگر آپ کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف ہوتی تو آپ کے یہ چالیس سال اپنے ماحول کے مطابق عام اہل عرب کے مطابق گزرتے اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس دراز مدت میں کفر و شرک تو کیا کبھی کھیل کود تماشوں، شراب اور جھوٹ وغیرہ کے بھی قریب نہ گئے۔

تیسرے یہ کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس وقت سرکار غار حرا میں 6 ماہ سے اعتکاف، نماز، سجدہ و رکوع وغیرہ عبادت میں مشغول تھے، غور کیجئے کہ اس زمانے میں حضور ﷺ نے یہ عبادتیں کس سے سیکھیں تھیں۔

چوتھے یہ کہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کو نماز کا تحفہ معراج کی رات لامکان میں پہنچ کر عطا ہوا اور معراج کے سویرے فجر کی نماز نہ پڑھائی گئی۔ ظہر کے وقت سے متواتر دو روز تک جرائیل امین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوتے رہے اور حضور ﷺ کو ہر وقت کی نماز پڑھاتے رہے تب نماز پنجگانہ جاری کی گئی مگر یہ بھی غور کیا کہ معراج کی رات فرش سے عرش پر جاتے ہوئے حضور ﷺ نے بیت المقدس میں سارے انبیاء کرام کو نماز پڑھائی اس طرح آپ امام ہوئے اور سارے انبیاء مقتدی۔ جن میں بعض موذن اور بعض مکبر بنے۔ غور تو کرو نماز لینے جا رہے ہیں مگر نماز پڑھا کر جا رہے ہیں اور کن کو نماز پڑھائی۔ ماوشما کو نہیں بلکہ ان انبیاء کرام کو جو اپنی امتوں کو نماز پڑھاتے، بتاتے اور سکھاتے رہے اور یہ مسئلہ معلوم ہونا چاہیے کہ نماز کا امام شرعاً وہ ہوتا ہے جو تمام مقتدیوں سے زیادہ نماز کے مسائل سے واقف ہوتا ہے۔

پانچویں یہ کہ حضور ﷺ پر وحی بواسطہ جبرئیل علیہ السلام نہ ہوتی تھی وحی کا بیشتر حصہ وہ ہے جو بلا واسطہ جبرئیل حضور پر القا ہوتا تھا رب تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

''ہمارے محبوب اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے وہ سب وحی الٰہی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے''۔

اور ظاہر ہے کہ ہر کلام پر جبرئیل امین وحی لے کر نہ آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝﴾

''پھر ہمارے محبوب قریب سے قریب ہوئے چنانچہ پھر دو کمانوں میں ہو گئے پھر رب نے اپنے بندے کو جو وحی کی سو کی''۔

ظاہر بات یہ ہے کہ اس قرب خاص کے وقت جو وحی کی گئی وہاں جبرئیل امین کا گمان وخیال بھی نہ پہنچ سکا غنچے ما اوحی کے وہ چٹکے دنا کے باغ سے بلبل سدرہ تک ان کی بو سے محروم ہیں بہر حال یہ ماننا ہی پڑے گا کہ رب العالمین اور محبوب کے درمیان جناب جبرئیل امین کی آمد ورفت اور وحی کا سلسلہ اجراء قوانین کے لیے ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ کے محض علم کے لیے۔ ورنہ پھر جیسے ہم حضور کے امتی ہیں حضور جبرائیل کے امتی ہوئے اور جیسے ہم حضور ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں حضور جبرئیل امین کا کلمہ پڑھتے۔ (رسائل نعیمہ ص ۲۵۴)

قارئین کرام!

بخاری ومسلم میں وحی کے آغاز کا قصہ موجود ہے، اس قصہ پر غور فرمائیے یہ قصہ مفتی نعیمی صاحب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی کا بہترین ازالہ پیش کر رہا ہے:

''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غار حرا میں تھے کہ آپ کے پاس وحی لے کر جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا پڑھ، آپ نے فرمایا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، آپ فرماتے ہیں: پھر جبریل علیہ السلام نے مجھ کو پکڑ کر ایسا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ، میں نے کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں (کیونکر پڑھوں) انہوں نے مجھ کو پھر پکڑا اور دوسری بار اتنا دبایا کہ میری طاقت نے جواب دے دیا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا (کیسے پڑھوں) میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، انہوں نے پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ دبایا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ o﴾ پس یہ آیات سن کر آپ پہاڑ سے لوٹے، آپ کا دل (ڈر کے مارے) کانپ رہا تھا، آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: مجھ کو کپڑا اوڑھا دو، مجھ کو کپڑا اوڑھا دو، آپ کو کپڑا اوڑھایا گیا، جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، پھر وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے، جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، بوڑھے ضعیف ہو کر نابینا ہو گئے تھے، آپ نے جو کچھ دیکھا وہ ان سے بیان کیا، ورقہ بن نوفل نے کہا کہ وہ تو اللہ کا فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر اتارتا تھا، کاش میں اس وقت جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم (اپنے شہر سے) نکال دے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ مجھے نکال دیں گے'' ورقہ نے کہا: ہاں (بے شک نکال دیں گے) جب کبھی کسی شخص نے ایسی بات کہی جیسی تم کہتے ہو تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ (بخاری:۳، مسلم:۱۶۰)۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''میں ایک بار راستے میں جا رہا تھا، اتنے میں میں نے آسمان سے آواز سنی، آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان میں ایک کرسی پر بیٹھا ہے، میں یہ دیکھ کر ڈر گیا، اپنے گھر لوٹا میں نے گھر والوں سے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو، مجھ کو کپڑا اوڑھا دو'' [بخاری:۴، مسلم: ۱۶۱]۔

اور اگر قرآن حکیم کا نزول صرف قوانین الٰہی کا بندوں میں اجراء کے لیے تھا اور آپ کو پہلے ہی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب کچھ سکھا پڑھا کر بھیجا تھا تو ان آیات کا کیا مطلب ہے؟

﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

''اوراسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے' آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا' اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں' ہدایت دیتے ہیں' بیشک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں''(الشوری: ۵۲)

﴿وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ﴾

''آپ کو تو کبھی اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی جائے گی لیکن یہ آپ کے رب کی مہربانی سے اترا۔ اب آپ کو ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہونا چاہیے''(القصص: ۸۶)

سورۃ نجم کی جن آیات کو مفتی نعیمی صاحب بنیاد بنا کر لکھتے ہیں کہ وحی کا بیشتر حصہ وہ ہے جو بلا واسطہ جبرائیل حضور ﷺ پر القا ہوتا تھا، اس کی تفسیر مسروق رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَآ أَوْحَىٰ﴾ (النجم: ۸،۹)۔اس سے کون مراد ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں[صحیح مسلم:۱۷۷]۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان آیات کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ''اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں جن کو میں نے صرف دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا''(مسلم:۱۷۹)۔

جب یہاں بھی مراد جبرئیل ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پورا قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ [الشعراء: ١٩١].

''بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے جسے روح الامین لے کر آپ کے دل پر نازل ہوا تا کہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں''۔

دوسرا مسئلہ معراج کو جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھانا، اس پر مفتی نعیمی صاحب کا یہ کہنا کہ آپ معراج پر نماز لینے جا رہے تھے مگر نماز پڑھا کر جا رہے تھے غلط ہے، رسالت شروع ہونے کے بعد سب سے پہلے جو حکم دیا گیا وہ نماز کا حکم تھا، جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر نماز اور وضو کا طریقہ بتایا، صبح اور شام دو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا، بلکہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں نماز کے علاوہ کسی عبادت کا پتہ نہیں چلتا، معراج پر تو پانچ نمازیں فرض ہوئی تھیں۔

(10) تمام انبیاء حقیقت محمدیہ سے فیض لیکر اپنی امت کو پہنچاتے رہے یعنی تمام انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے:

محمد رسول اللہ ﷺ کو اصل کائنات اور اللہ تعالیٰ کے تمام فیوض کا واسطہ قرار دے کر ان صوفیاء نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ ﷺ کی نبوت بالذات ہے اور باقی تمام انبیاء کی نبوت بالعرض ہے تمام انبیاء نبی ﷺ کے طفیلی ہیں سارے انبیاء حقیقت محمدیہ سے فیض لے کر اپنی امت کو پہنچاتے رہے ہیں اس لیے محمد ﷺ نبی الانبیاء بھی ہیں اس نظریہ کی تشریح صوفیائے دیوبند کی زبانی سنیے قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

اب سنیے وصف نبوت میں بھی یہی تقسیم ہے کہیں نبوت ذاتی ہے اور کہیں عرضی ہے سو رسول اللہ ﷺ کی نبوت تو ذاتی ہے اور سوا آپ کے سب انبیاء کی نبوت عرضی ہے دلیل نقلی تو اس کے لیے آیت ﴿وإذ أخذ الله ميثاق النبين﴾ ہے اس لیے کہ سب کی نبوت اگر اصلی ہے تو پھر سب مساوی الاقدام ہیں اس صورت میں مقتضائے حکمت حکیم مطلق یہ ہونا تھا کہ کوئی کسی کا تابع اور مقتدی نہ ہوتا۔ (آب حیات ۲۵۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں ''ویتم نعمة علیک'' تو یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اسم علیم مربی روح محمدی ﷺ ہو اس لیے کہ سورۃ فتح میں اتمام نعمت خاص آپ کے لیے ہے اور سورۃ مائدۃ میں ﴿وأتممت عليكم نعمتي﴾ اگر چہ خطاب عام ہے مگر مقصود بالذات آنحضرت ﷺ ہیں اور سب آپ کے طفیلی ہیں اور آپ امام ہیں۔ (آب حیات ص ۱۵۲)

قاسم نانوتوی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی کا مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہے تو لیجئے زمین وکوہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں ہے اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں ہے آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے غرض آپ جیسے نبی الامتہ ہیں ویسے نبی الانبیاء بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شہادت ﴿وإذ أخذ الله ميثاق النبيين﴾ اور انبیاء کرام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اقتدار اور اتباع کا عہد لیا گیا ہے۔ (تحذیر الناس:۴)

ایک اور مقام پر قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

اور انبیاء علیہ السلام آں حضرت ﷺ سے فیض لے کر اپنی امتوں کو پہنچاتے ہیں غرض بیچ میں واسطہ فیض ہیں مستقل بالذات نہیں... باقی انبیاء بھی مثل آئینہ بیچ میں واسطہ فیض ہیں غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی ذاتی کمال نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

قاری طیب صاحب لکھتے ہیں:

آپ کا اصل امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نور نبوت میں سب انبیاء کے مربی، ان کے حق میں مصدر فیض اور ان کے انوار وکمال کی اصل ہیں، اس لیے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء علیہ السلام اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہوئے ہیں... حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا، اس طرح نور نبوت آپ ہی سے اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا، اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے کہ اسی سے اس کے وصف خاص کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی ہو جاتی ہے، اس لیے ہم آپ کو وصف نبوت کے لحاظ سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے بلکہ خاتم النبین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوت کی انتہا ہے"

(آفتاب نبوت صفحہ ۸۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقائد علمائے دیوبند کی مشہور کتاب المہند میں بھی صاف اقرار کیا ہے کہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنے رسالہ "**التالیف قلب الالیف بکتابہ فہرس التوالیف**" میں اس تربیت کی اس طرح تشریح کرتے ہیں سارے پیغمبر نیچے اتر کر حضور کے مدرسہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے مکتب میں شاگرد بنے ہر ایک نبی نے علم کی ایک کتاب اور دین کا ایک ایک باب حضور سے پڑھا۔ وہاں سے فارغ ہو کر دنیا کو فیض دینے کے لیے مسند نبوت پر جاگزیں ہوئے اور اللہ کے احکام کی مخلوق کو تعلیم دی ان رسولوں میں سب سے پہلے آدم تھے جو والد ہونے کے باوجود اپنے سچے فرزند کے مدرسہ میں باادب دوزانو بیٹھے۔ تمام زبانیں اور چیزوں کے نام حضور سے سیکھے پھر خلافت الٰہیہ کی مسند پر جاگزیں ہوئے اور ملائکہ مقربین کی تعلیم و تربیت فرمانے لگے جس سے حضرت آدم کا حق استادی سارے فرشتوں پر ثابت ہوا اور آخر کار ان کے مسجود بن گئے۔ (رسالہ نور از مفتی احمد یار گجراتی)

محمد منظور نعمانی صاحب اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں" آپ نبی بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بالعرض اس اصطلاح میں صرف مولانا نانوتوی ہی منفرد نہیں ہیں بلکہ بہت سے اگلے علماء محققین بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں ان کی عبارت نقل کر کے ہم کتاب کو ضخیم بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ خود احمد رضا خان بریلوی نے بھی اس مسئلہ کو اس طرح لکھ دیا ہے کہ اس کے بعد کسی دوسرے کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی فاضل بریلوی اپنے رسالے جزاء اللہ عدوہ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں اور نصوص متواترہ اولیاء کرام و ائمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک، اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام **ماسوی اللہ** میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی انہوں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی یہ سر الوجود اور اصل وجود، خلیفہ اللہ اعظم و ولی نعمت عالم ہیں (رسالہ جزاء اللہ عدوہ از احمد رضا ص ۲۳)

فاضل بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عالم میں جو کچھ نعمت روحانی یا جسمانی، دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی کسی کو ملی ہے وہ آپ ہی کے دست کرم کا نتیجہ ہے اور چونکہ نبوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی نعمت ہے لہذا وہ بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کو آپ کے واسطے سے ملی۔ بس اسی حقیقت کا نام نانوتوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی اصطلاح میں خاتمیت ذاتی اور خاتمیت مرتبی ہے۔ (فیصلہ کن مناظرہ از منظور نعمانی ص ٥٦)

(11) اگر بالغرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (ختم نبوت) میں کچھ فرق نہ آئے گا:

ختم نبوت کے اس تبدیل شدہ مفہوم کی بنیاد پر قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسا انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت میں آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا۔ اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اس طرح اگر فرض کیجیے آپ کے زمانے میں بھی اس زمین پر یا کسی اور زمین پر یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا۔ (تحذیر الناس ص ١٢)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

غرض اختتام اگر بائیں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس ص 13)

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا کہ اس عاجز نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی پر آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ٢٤)

یہ گمراہ عقائد نہ قرآن حکیم کی کسی آیت سے ثابت ہیں نہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے حتیٰ کہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل سنت ان نظریات سے بری تھے صوفیاء کے ان نظریات کا رد قرآن مجید جگہ جگہ فرما رہا ہے:

﴿قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (الأحقاف: ٩)

''آپ کہہ دیجیے! کہ میں کوئی انوکھا پیغمبر تو نہیں''۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ [آل عمران: ١٤٤]

''اور محمد (ﷺ) صرف رسول ہی ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس طرح مجھ سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں میں بھی انہیں جیسا ایک رسول ہوں یہ آیت ان کے تمام خودساختہ نظریات کا رد کر رہی ہے.

اگر تمام رسول علیہم السلام محمد رسول اللہ ﷺ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے دین کا باب آپ سے پڑھا ہے تو ان کے حالات سے آپ بے خبر کیسے ہو سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾.

''اور بعض رسولوں کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے اور بعض رسولوں کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے'' [النساء: ۱۶۴].

قاسم نانوتوی صاحب نے ختم نبوت کے مفہوم ہی کو بدل دیا، یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حواری مرزا کی جھوٹی نبوت کے ثبوت میں قاسم نانوتوی صاحب کی عبارت پیش کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے اور باطل سے بچنے کی توفیق دے، آمین۔

اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ.

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ تَسْلِيماً كَثِيراً وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، آمين.

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✵ فہرست ✵

حب رسول ﷺ	4
حب رسول ﷺ کا تقاضا	5
حب رسول ﷺ کے اظہار میں راہ اعتدال	6
پکار صرف اللہ کے لیے	7
انبیاء اور اولیاء اللہ کی دعائیں	9
پکارنا عبادت ہے	10
غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے	10
غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے	11
غیر اللہ کو پکارنا عذاب کا باعث ہے	11
غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے	12
غیر اللہ کو پکارنا بے سود ہے	13
محبت رسول ﷺ کے دعویداروں کے اقوال	14
"یدعون" کا ترجمہ پکارنا درست ہے	16
"من دون اللّٰہ" میں کون شامل ہیں؟	18
کیا انبیاء اور اولیاء اللہ باطل ہیں؟	20
معجزات اور کرامات کی حقیقت	21
کرامات اہل حدیث اور اس کا جواب	24
کیا اہل توحید اللہ کے رسول کو عام آدمی کے برابر کرتے ہیں؟	32
کیا جبرئیل علیہ السلام نے مریم کو بیٹا دیا؟	33

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین مکہ کا عقیدہ 35

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت 37

صبر اور نماز سے مدد طلب کرنا 38

کیا اللہ کے نبی ہر نعمت بانٹتے ہیں؟ 38

کیا اللہ کے نبی کو تمام خزانوں کی چابیاں ملیں؟ 40

رحمة للعالمین کا مطلب 41

تحت الاسباب مدد کا جواز 42

چند ضعیف روایات 44

بدر میں کنکریاں پھینکنے کی حقیقت 46

کیا اللہ کا قرب حاصل کرنے والا بندہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے؟ 47

حب رسول کا صحیح تقاضا 48

چند شرکیہ افکار

محمد خدا ہیں 49

محمد اول مخلوق ہیں 52

حقیقت محمدیہ اولاد آدم نہیں ہے 54

تمام کائنات حضور کے فیض کی محتاج ہے 55

حضور حاضر و ناظر ہیں 57

حضور اصل کائنات ہیں 58

حضور عالم الغیب ہیں 63

حضور ذرہ ذرہ کے لیے رحم فرمانے والے ہیں 64

حضور نبوت سے پہلے قرآن کا علم جانتے تھے 67

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے 72
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی ختم نبوت میں کچھ فرق نہ آئے گا 75

محمد پبلشرز کا مشن

"**محمد پبلشرز**" کا نصب العین "**صحیح عقیدہ وعمل**" کی نشر واشاعت کے ذریعہ عام مسلمانوں کو ان کے اصلی مقصد زندگی سے روشناس کرانا اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلانا ہے، تاکہ وہ اپنے آپ کو دینی گمراہی اور غفلت کی گہری کھائی سے نکال کر آخرت کی کامیابی اور دنیا کی سعادت وکامرانی، عزت وسربلندی اور ترقی کی راہ پر گامزن کر سکیں، اس سلسلہ میں جو تحریری کاوشیں کی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- تجدید ایمان	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ
۲- حب رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں مشرکانہ عقائد	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ
۳- نماز نبوی ﷺ (جدید اضافے کے ساتھ نیا ایڈیشن)	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ
۴- پردہ اٹھتا ہے	ڈاکٹر حافظ سید طیب الرحمٰن حفظہ اللہ
۵- شاہ یقین کے دربار پر ہم نے کیا دیکھا	ڈاکٹر حافظ سید طیب الرحمٰن حفظہ اللہ
۶- آیئے نماز سیکھیے	ڈاکٹر حافظ سید طیب الرحمٰن حفظہ اللہ
۷- فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا	ڈاکٹر حافظ سید طیب الرحمٰن حفظہ اللہ
۸- عوام کی نماز اور محمدی نماز میں فرق	ڈاکٹر حافظ سید طیب الرحمٰن حفظہ اللہ
۹- اصلی اہل سنت	استاذی پروفیسر حافظ محمد عبداللہؒ بہاولپوری حفظہ اللہ
۱۰- کیا علمائے دیوبند اہل سنت ہیں	سید توصیف الرحمٰن راشدی حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عبدالعزیز ٹرسٹ

جی الیون ۔ ٹو، سٹریٹ نمبر 64، اسلام آباد

مندرجہ ذیل شعبہ جات میں مصروف عمل

۱۔ دعوتی مراکز و مساجد کا قیام

۲۔ ایمرجنسی ریلیف

۳۔ غرباء کی کفالت

۴۔ مہاجرین ضرورت مندوں میں قربانی کے جانور اور گوشت کی تقسیم

۵۔ فری ہومیوڈسپنسری

۶۔ مرکز اہل حدیث St.64, G-11/2 کے امام صاحب، خادم اور گارڈ کی کفالت

۷۔ قرضہ حسنہ کی فراہمی

۸۔ غریب موحدہ بچیوں کی شادی کا انتظام

۹۔ میرج بیورو سنٹر (صرف اہل حدیث حضرات رجوع کریں)

۱۰۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں دعوت الی اللہ کے پروگرام

۱۱۔ اسلامی کتب کی نشر و اشاعت

۱۲۔ رمضان المبارک میں سحری و افطاری کا پروگرام

۱۳۔ غرباء میں خشک راشن کی ماہانہ تقسیم

۱۴۔ سلفی طلباء سے تعاون

۱۵۔ پبلک لائبریری کا قیام

۱۶۔ مکتبہ محمد بن عبدالوہاب کا قیام ۔ نقد اور اقساط پر کتب کی ترسیل

۱۷۔ ضرورت مند خواتین کی امداد

۱۸۔ حلقات قرآنیہ کا قیام

۱۹۔ انٹرنیشنل الہدیٰ کی طرف سے خواتین کے لئے دورۂ قرآن۔

۲۰۔ (نوٹ) آیئے اس کار خیر میں مال و جان کے ساتھ تعاون کیجئے

مشرک کا مال اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔